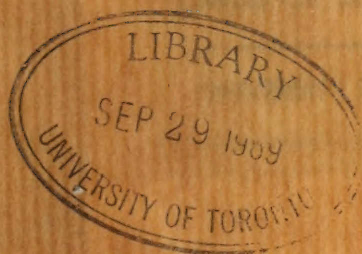

UTL AT DOWNSVIEW
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 09 01 23 01 003 1


LIBRARY
SEP 29 1969
UNIVERSITY OF TORONTO

صفائی معاملات

۱۳۲۵ھ

اسمیں تصحیح معاملات (جو اجزای دین اور وسیلہ کسب حلال ہے) اور اکل حلال کے فضائل اور عذاب اکل حرام کے
خصائل اشرف العلماء مولوی حاجی محمد اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ الولی نے بہت خوبی سے تحریر فرمائے ہیں

فہرست مضامین

حسب اجازت و نظر ثانی حضرت مولانا ممدوح الصدر باہتمام احقر الانام محمد عبد الاحد عفا عنہ الصمد ۱۹۰۷ء

مطبوع مطبع مجتبائی واقع دہلی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ارسل الینا الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوراتہ والانجیل یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم اللہم اجعلنا من الذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ہم المفلحون صلوۃ اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الذین یہدون بالحق وبہ یعدلون۔

امابعد نصوص صریحہ سے ثابت ہی کہ منجملہ اجزاء دین کے تصحیح معاملات بھی ہے بلکہ بعض اعتبار سے یہ اہم الاجزاء ہی۔ مگر ہمارے زمانہ مین سب سے زیادہ کوتاہی اور لاپروائی اس مقدمہ مین واقع ہورہی ہے اسلیئے ضروری معلوم ہوا کہ جو صورتین اسوقت کثیر الوقوع ہین اُنکے احکام مختصر اور سلیس عبارت مین جمع کردیے جاوین تاکہ علم باعث عمل ہو ومن اللہ التوفیق والاعانتہ ؁

خرید وفروخت کا بیان

مسئلہ۔ آج کل عام رواج ہی کہ نرخ ٹھیر اکر خریدکرنیوالا دام دیدیتا ہی اور بیچنے والا چیز دیدیتا ہی مگر زبان سے ایجاب وقبول نہین ہوتا یہ بیع درست ہے۔ **مسئلہ** جو شخص کوئی گھر فروخت کرے تو اُسکی دیوار چھپت سب بیع مین داخل ہوجاوینگی گو اُن چیزونکا علحدہ علحدہ نام نہ لیا جاوے اسیطرح جس شخص نے کوئی زمین بیچی تو اسمین جسقدر درخت کھڑے ہین خواہ بڑے ہون یا چھوٹے پھل دار ہون یا بے پھل کے سب بیع مین آجاوینگے اگرچہ تصریحاً انکا نام نہ لیا جاوے البتہ

اگر صریح الفاظ سے کہدے کہ گھر کی دیوارین یا چھت یا زمین کے درختونکو ہم بیع نہین کرتے اسصورتمین بیع مین داخل نہونگے صرف زمین فروخت مین رہیگی **مسئلہ** ایک درخت فروخت کیا جسمین پھل لگ رہا ہی تو اگر فروخت مین پھل کا بھی ذکر کیا ہو تب تو بیع مین داخل ہو کر خریدار کا ہوجائیگا اور اگر اُسکا نام نہین لیا تو بدستور بیچنے والیکا رہیگا - اسیطرح جس زمین مین کھیتی کھڑی ہی اور وہ زمین فروخت کردی تو اگر بیع مین تصریحاً کھیتی کا بھی نام لیا گیا تب تو وہ بھی بک جاویگی اور اگر اسکا کچھ ذکر نہین کیا تو وہ بیچنے والے کی رہیگی البتہ اس صورتمین بائع سے کہا جاویگا کہ اپنا پھل اور کھیتی کاٹ کر زمین خالی کرکے سپرد کردے **مسئلہ** جبتک درخت پر پھل نہ آجاوے اُسوقت تک اُسکے پھل کا بیچنا درست نہین یعنی یہ بیع بالکل باطل ہی **مسئلہ** اور جب پھل نکل آوے اُسکا بیچنا درست ہے مگر یہ شرط ٹھیرنا کہ ابھی پھل نہ اُتارا جاوے گا یا اسکا رواج ہونا جیسا ہمارے ملک مین ہی اس بیع کو فاسد کردیتا ہی البتہ جہان دونون امر نہون وہان درخت پر باجازت مالک درخت کے چھوڑ دینا جائز ہی لیکن اگر بعد بیچنے کے ان درختون پر اور بھی پھل نکلا تو وہ نیا پھل حق بائع کا ہی اور پہلا پھل حق مشتری کا اسلیے یہ صورت بھی خلجان کی ہی پس یا تو ایسے وقت خریدے کہ تمام پھل آچکے یا یہ حیلہ کرے کہ پورے درخت خریدلے تاکہ نیا پھل بھی اسی خریدار کا ہو اور بعد ختم ہونے فصل کے اصل درخت مالک کو واپس کردے - اور اُسکے مقابلہ مین جو قیمت ٹھیری ہو وہ اُس سے واپس کرلے **مسئلہ** اور اگر وقت خرید پھل تمام نکل چکا لیکن ابھی چھوٹا ہی اور بڑہنا باقی ہی تو مثل مسئلہ بالا کے بیع تو درست ہوگئی لیکن درخت پر پھل کا چھوڑنا اگر مشروط یا معروف ہو عقد کا فاسد کرنیوالا ہے البتہ بلاشرط اور بلا عرف اگر مالک کی اجازت سے ہو جائز ہی لیکن مالک جب چاہے اپنی اجازت سے رجوع کرسکتا ہی مشتری کو بے چون وچرا پھل اُتارنا واجب ہوگا -

مسئلہ اور اگر پھل بڑہ بھی چکا مگر صرف پختہ ہونا باقی ہی تو بقول امام محمد رح اُسوقت یہ شرط ٹھیرانا بھی جائز ہی کہ تا پختگی درخت پر رہنے دینگے اور کفایہ مین ہی کہ امام محمد رح کے قول پر فتویٰ ہی اور اگر شرط نہ ٹھیرے ویسے ہی اجازت ہوجاوے تو یہ بلا اختلاف جائز ہے ہمارے دیار کے لوگ اگر ایسے وقت بیچا کرین تو امام محمد رح کے مذہب پر معصیت سے محفوظ رہین **مسئلہ** خربوزہ تربوز وغیرہ کا حکم بھی مثل پھلون کے ہے اگر خرید کے وقت کل پھل نہ نکلا ہو بلکہ کچھ پھل بعد خرید کے نکلے بیع فاسد ہو جاویگی اسکی تدبیر یہ ہی کہ صرف پھل نہ خریدے بلکہ معہ بیلون اور جڑ کے خریدلے تو جو کچھ پیدا ہوگا یا بڑہے گا خریدار کا ہوگا

ایساہی حکم اور تدبیر ہی دوسری ترکاریون مین جیسے میتھی وغیرہ **مسئلہ** اکثر لوگ زراعت خام چری کیواسطے خرید لیتے ہین یہ جائز ہے مگر بعد کاٹ لینے یا جانورنکے چرلینے کے جو کچھ بڑھیگا وہ بائع کا ہوگا البتہ اگر مع جڑکے خرید کرے جیسا اوپر کے مسئلہ مین بیان کیا گیا تب تمام پیداوار دوبارہ کی بھی اسی مشتری کی ملک ہے مگر ان دونون مسئلون مین بائع کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ جب چاہے اپنی زمین خالی کرالے اسکی تدبیر یہ ہے کہ اگر بائع کی اجازت پر اطمینان نہو تو اس زمین کو ایک مدت معین کے لیے کرایہ پہلے لے اِس مدت مین اسکی تمام کارروائی ہوجاویگی **مسئلہ** بیع فاسد سے شئے مبیعہ مین جو حرمت وخباثت آجاتی ہے وہ صرف مشتری اول کے لیے ہے اسکو واجب ہے کہ اُس بیع کو فسخ کرے اور جو شخص اس مشتری سے آیندہ خریدے یا یہ مشتری اُسکو بطور ہدیہ کے دے اسکو حلال ہے اور بیع باطل سے جو حرمت آتی ہے وہ کبھی زائل نہین ہوتی جہانتک اُسکے لینے دینے کا سلسلہ پہونچیگا اسکے لیے وہ شے حرام رہیگی پس یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ دام دینے سے حلال ہوگئی محض غلط ہے **مسئلہ** اگر باغ کا پھل فروخت کیا مگر ایک مقدار خاص پھل کی خواہ شمار کے حساب سے یا وزن کے حساب سے بیع سے مستثنے کرلی جسکو ہمارے اضلاع مین جنس کہا کرتے ہین یہ جائز ہے مگر اسمین قرار داد ایسے طور پر ہونا چاہیے کہ باہم تکرار منازعت نہو۔

خیار شرط یعنی جاکڑ کا بیان

مسئلہ بعض اوقات بیع ناتمام رہا کرتی ہے اسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ صرف قیمت دریافت کرکے دیکھنے دکھلانے کے لیے لیجاوے اور خریداری واقع نہو اُسکو قبض علی سوم الشراء کہتے ہین اسمین اگر وہ شی مشتری کے پاس ضائع ہوجاوے تو بازار کی قیمت دینی پڑیگی ٹھیرائی ہوئی قیمت کا اعتبار نہین اگر وہ شئے مثلی ہے یعنے اُسکا مثل کامل ملسکتا ہے تو وہ مثل دینا پڑیگا جیسے گیہون چانول کہ دوسرا گیہون چانول اُسکا مثل ہے دوسری صورت یہ ہے کہ بیع تو ٹھیر چکی یعنی بائع نے بیچدیا اور مشتری نے خرید لیا مگر بعد بیع کے بائع نے یا مشتری نے کہا کہ باوجود بیع ہوجانے کے مجکو ایک روز یا دو روز یا حد تین روز تک اختیار ہوگا خواہ اس بیع کو باقی رکھا جاوے خواہ توڑ دیا جاوے اسکو خیار شرط کہتے ہین یہ بھی جائز ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار مین بیع کو توڑ دیا تو ٹوٹ جاویگی اور اگر جائز رکھا یا سکوت کیا اور وہ مدت گذر گئی تو بیع قطعی ہوجاویگی اب بدون رضامندی

طرفین واپسی نہین ہوسکتی اور اگر مدت اختیار کے اندر وہ چیز مشتری کے پاس ضائع ہوگئی یا ٹوٹ پھوٹ گئی تو اسکا بدلہ مشتری پر واجب ہوگا مگر اسمین یون تفصیل ہے کہ اگر اختیار مشتری کا تھا تب تو ٹھیرائی ہوئی قیمت دینی پڑیگی اور اگر اختیار بائع کا تھا تو بازار کی قیمت یا اُس شئے مبیع کی مثل چیز واجب ہوگی جیسا قبض علی سوم الشرا مین تھا ۔ مسئلہ خیار شرط مین اگر بیع کو قائم رکھنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا ضرور نہین بس مدت گذر جانے سے بیع قطعی ہوجاویگی اور اگر بیع کو توڑنا منظور ہو تو طرف ثانی کو اطلاع دینا مدت مقرر کے اندر ضروری ہے ورنہ بیع بحال رہیگی مسئلہ جس شخص کے لیے اختیار ٹھیرا ہے اگر وہ مدت مقررہ کے اندر مرجاوے تو بیع قطعی ہوجاویگی اُسکے وارثونکو بیع توڑنے کا اختیار حاصل نہوگا ۔ مسئلہ اگر مشتری و بائع کے سوا کسی تیسرے شخص کی راے پر منظوری و نامنظوری بیع کی رکھی جاوے یہ بھی جائز ہے ؎

شئے مبیع مین عیب نکلنے کا بیان

حدیث ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص کوئی چیز عیب دار بیچے اور اُس عیب کو بیان نکرے تو وہ شخص ہمیشہ اللہ تعالی کے غضب مین رہیگا یا یون فرمایا کہ ہمیشہ فرشتے اُسپر لعنت کرتے رہین گے مسئلہ اگر بعد خرید نکے خریدار کو کسی عیب پر اطلاع ہوئی تو اُسکو اختیار ہے خواہ رکھے خواہ واپس کردے البتہ اگر بیچنے کے وقت بائع نے یون کہدیا کہ اسمین جو کچھ عیب ہو مین اُسکا ذمہ دار نہین ہون خواہ تم خریدو یا نہ خریدو اور اسپر بھی خریدار رضامند ہوگیا پھر خواہ کچھ ہی عیب اُسمین نکلے واپسی کا اختیار نہوگا اگرچہ عیبونکا الگ الگ نام نہ لیا جاوے

بیع باطل اور فاسد کا بیان

مسئلہ بعض جگہ دستور ہے کہ تالاب یا دریا کا ٹھیکہ ماہی گیرونکو دیدیا جاتا ہے اور دوسرونکو اُسمین سے مچھلیان نہین پکڑنے دیتے یہ بالکل حرام ہے اور ایسی بیع بالکل درست نہین محض باطل ہے پس نہ وہ قیمت زمیندار کو حلال ہوگی نہ ٹھیکہ دارونکو جائز ہوگا کہ دوسرونکو مچھلیان پکڑنے سے منع کرین بلکہ سبکو مچھلیان پکڑنے کا شرعًا حق حاصل رہیگا ۔ البتہ وہ ٹھیکہ دار اُسمین سے پکڑ کر جو

کریگا چونکہ پکڑنے سے اُسکی ملک مین داخل ہوگئی یہ بیع درست ہوگی لیکن اگر کسی غیر نے مچھلیان پکڑلین اور ٹھیکہ دار نے اُس سے چھین کر فروخت کین نہ اُسکا بیچنا درست ہے اور نہ اُسکا خریدنا درست ہے جسکو حال معلوم ہو **مسئلہ** اسیطرح کھڑی ہوئی گھاس بیچنا درست نہین البتہ اگر اس شخص نے خاص گھاس جمنے کی نیت سے اپنی زمین کو جمنے سے پہلے پانی دیا ہو اور اُسکا اہتمام کیا ہو تو حسب روایت ذخیرہ و محیط اُسوقت وہ گھاس اُسکی ملک مین داخل ہوگی اور بیع بھی درست ہوگی اور جسقدر خودرو نباتات غیر تنہ دار ہین سبکا یہی حکم ہے اور جو درخت تنہ دار ہی جیسے شیشم کیکر ڈھاکہ اگرچہ خودرو ہو بقول امام محمد رح اُسکا یہ حکم نہین ہے بلکہ اُسکا بیچنا درست ہے پس اکثر جگہ جو رواج ہے کہ زمیندار لوگ کھڑی گھاس بیچڈالتے ہین یا دوسرونکو اس زمین سے گھاس کاٹنے سے منع کرتے ہین یا رعایا سے چرائی کا بکرا لیتے ہین یہ سب ظلم ہے **مسئلہ** بعض لوگ جب سنتے ہین کہ خودرو گھاس وغیرہ مملوک نہین اور اُسکا بیچنا درست نہین تو وہ لوگ یہ حیلہ کرتے ہین کہ اگر گھاس ہماری مملوک نہین تو زمین تو ہماری مملوک ہے ہم اپنی زمین مین دوسرے شخص کو نہین آنے دیتے ہمکو اختیار ہے اور اس حیلہ سے گھاس روکتے ہین سو سمجھ لینا چاہیئے کہ ایسی صورت مین حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اپنی زمین مین کسیکو نہ آنے دے تو خود گھاس چھیلکر اُس شخص کو دینا چاہیے البتہ اگر دوسری پاس کی زمین سے اُسکا کام چلسکے تو اُسوقت روکنا جائز ہے اور اگر وہ بھی روکے تو اُس ظلم کے گناہ مین سب شریک ہونگے **مسئلہ** مردار کا کچا چمڑا اگر تازہ ہو تو اُسکا بیچنا درست نہین اور اگر خشک ہوگیا ہو تو اُسکا بیچنا درست ہے کیونکہ خشک ہوجانا دباغت ہے یہی حکم ہے مردار کی ہڈی اور بال وغیرہ کا مگر آدمی[له] اور خنزیر[سه] کی کھال وغیرہ کی بیع درست نہین **مسئلہ** بعض لوگ کوئی چیز مثلاً گاے بیل یا اور کچھ ایک معین قیمت سے خرید کرتے ہین اور جب قیمت ادا نہین ہوسکتی تو بائع کے ہاتھ اُس چیز کو کچھ کم قیمت مین بیچڈالتے ہین یہ جائز نہین البتہ اگر ایسی ضرورت پیش آوے تو اسکا حیلہ یون ہوسکتا ہے کہ اصل بائع تھوڑی دیر کے لیے بقدر قیمت معینہ سابق کے روپیہ بطور قرض دیدے اور مشتری اسی روپیہ کو اصل قیمت مین ادا کردے اسکے بعد وہ چیز کم قیمت مین بائع کے ہاتھ بیچڈالے اور جو باقی ہے وہ اُسکے ذمہ قرض رہیگا **مسئلہ** اگر ایک مکان اس شرط پر فروخت کیا کہ ایک مہینہ تک مثلاً خالی نہ کیا جاویگا بلکہ بائع اپنے قبضہ مین رکھیگا یہ شرط فاسد ہے اور اس سے بیع بھی فاسد

[له] بسبب بزرگی وکرامت کے ۱۲ [سه] بسبب نجس عین ہونیکے ۱۲

ہو جاویگی البتہ اگر بیع مین یہ شرط نہین ٹھیرائی بلکہ بیع بلا شرط رہی اور بعد بیع کے مشتری نے بخوشی بائع کو اجازت رہنے کی دیدی یہ درست ہی اسیطرح جتنی شرطین خلاف مقتضاے معاملہ کے ہون یہی حکم ہی مسئلہ بعض لوگ صرف خریدارونکو دھوکا دینے کی غرض سے جھوٹ موٹ خریدار بنجاتے ہین اور دام بڑہا کر کہدیتے ہین تاکہ ناواقف پھنس جاوے یہ فعل حرام ہی مسئلہ دو شخص کسی سودے مین باہم گفتگو کر رہے ہین اور ایک قیمت پر دونون رضامند ہوگئے صرف ایجاب وقبول ہی کی کسر رہگئی ایسی حالت مین دوسرے شخص کو جائز نہین کہ آکر زیادہ قیمت لگاوے کہ انکا سودا بگاڑ کر خرید لے البتہ اگر ہنوز رضامندی نہین ہوئی تو قیمت بڑھ دینا جائز ہی جیسا نیلام مین ہوتا ہی مسئلہ بعضے لوگ جمع ہو کر کسی چیز پر چٹھیان ڈالتے ہین اور چندہ کرکے مالک کو قیمت ادا کردیتے ہین پھر جسکا نام نکل آئے وہ چیز اُسکی سمجھی جاتی ہے اور دوسرونکے دام سب برباد جاتے ہین یہ حرام اور جُوا ہی مسئلہ آجکل بہت سی نئی نئی تجارتین ایجاد ہوئی ہین جان بیمہ اور شادی فنڈ وغیرہ چونکہ انمین اکثر ربوا اور قمار ہی اسلیے ان مین شرکت کرنا حرام ہے البتہ اگر علماء دیندار کی تحقیق سے کوئی صورت جائز ہو تو مضائقہ نہین مسئلہ بعد اذان جمعہ کے خرید و فروخت کرنا ممنوع ہے

مرابحہ یعنی نفع پر بیچنا اور تولیتہ یعنی برابر دامون پر بیچنا

مسئلہ اسمین جتنا خرچ پڑا ہی اُسکا جوڑ لینا اصل دامونمین درست ہے مگر یون نہ کہے کہ اتنے کو خرید کیا ہی کیونکہ یہ جھوٹ ہوگا بلکہ یون کہدے اصل اور خرچ سب ملاکر اسقدر ہی مسئلہ بعض لوگ ایسا کرتے ہین کہ مال ایک جگہ سے خرید کر اپنے گھر مین بیوی یا کسی اولاد یا ملازم کے ہاتھ فرضی بیع کر ڈالتے ہین اور پھر اُسی سے یا اُسنے جسکے ہاتھ اسیطرح بیع کیا ہو زیادہ قیمت پر خرید لیتے ہین تاکہ نفع پر بیچنے کے وقت قسم کھانے کی گنجایش ہو کہ ہمنے اتنے کو خریدا ہی یہ فعل بالکل حرام اور سخت دھوکہ ہی کیونکہ خریدار اصل خرید کو دریافت کرتا ہی اور اُسکے بتلانیکے وقت یہی سمجھتا ہی۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ بعض لوگ استحکام وعدہ بیع کے لیے ایک آدھ روپیہ پیشگی دیجاتے ہین اور اُسکو بیعانہ

کہتے ہین اور اگر کسیوجہ سے خریدار کی جانب سے وعدہ خلافی پیش آوے تو بائع وہ روپیہ واپس
نہین دیتا یہ کسیطرح درست نہین گو وعدہ خلافی بلاوجہ بُری بات ہی مگر اسکا روپیہ مار لینے کا کوئی
حق نہین مسئلہ بعض لوگ اس شرط سے بیعانہ لیتے ہین کہ اگر اس سے زائد قیمت دینے والا
نہ آیا تب تو یہ چیز تمہاری رہی ورنہ تمکو بیعانہ واپس کرکے اُس شخص کو یہ چیز دیدیجاویگی تو اسمین
تین صورتین ہین ایک یہ کہ معاہدہ مذکورہ بطور وعدہ بیع کے ہو بیع نہو تب تو اس معاہدہ کے یہ معنے
ہونگے کہ ابھی تمہارے ہاتھ فروخت نہین کرتے بلکہ انتظار دوسرے خریدار کا کرتے ہین اگر اُسنے
زیادہ قیمت دی اُسکے ہاتھ فروخت کردینگے ورنہ اسقدر قیمت پر تمہارے ہاتھ فروخت کردینگے اسطرح یہ
معاملہ درست ہی لیکن چونکہ مان لیا گیا ہی کہ ابھی بیع نہین ہوئی اسلیے بائع اور مشتری دونون اس معاہدہ
کی تکمیل نکرنیکے مختار ہین کوئی کسیکو مجبور نہین کرسکتا مثلاً اگر کوئی زیادہ کا خریدار نہ آیا اور مشتری
نے بھی نہ لینا چاہا تو بیعانہ واپس کردینا واجب ہوگا۔ دوسری صورت یہ ہی کہ سردست بیع ہوگئی مگر قطعی
نہین ہوئی بلکہ خیار شرط کے طور پر ہوئی یہ بھی جائز ہے مگر اسمین تمام احکام بیع خیار کے جاری
ہونگے جسکا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہی تیسری صورت یہ ہی کہ بیع قطعی ہوگئی پھر اُسمین وہ شرط
مذکور لگائی سو چونکہ یہ شرط فاسد ہی اسلیے یہ بیع نادرست رہیگی مسئلہ اکثر لوگ اُدھار سودا لینے
والے کو گران دیتے ہین مثلاً نقد قیمت دینے والونکو روپیہ کا بیس سیر غلہ دیتے ہین اور جو شخص ہفتہ دو ہفتہ
کے بعد قیمت دیگا اُسکو اٹھارہ سیر دیتے ہین یہ جائز ہی اسکا کچھ مضائقہ نہین مگر یہ ضرور ہی کہ اول
اسکی صفائی کرلیجاوے کہ قیمت نقد ملیگی یا اُدھار اور اگر ملتوی بیع کردیا اور بیع کرنیکے ساتھ یہ کہا
کہ تم یہ سودا لیے تو جاتے ہو اگر ابھی قیمت دیجاؤگے تو ایک روپیہ ورنہ سوا روپیہ یہ البتہ جائز نہین۔
مسئلہ اپنے مال کا اختیار ہے جسقدر نفع چاہین اسمین حاصل کرین اگر ایک پیسہ کی چیز سو روپیہ
کو فروخت کرین اجازت ہی بشرطیکہ خریدار سے کوئی دہوکہ بازی نکرین صاف کہدین کہ ہم اتنے کو
فروخت کرینگا خواہ لو یا نہ لو البتہ اگر نفع پر فروخت کرنیکا معاہدہ ہوا ہی یا ایک شخص نے بذریعہ اشتہار زبانی
یا تحریری اعلان کر رکھا ہی کہ میری دکان مین ایک آنی نفع پر مال ملا کریگا ان دونون صورتون مین
زیادہ نفع لینا دہوکہ اور حرام ہی مسئلہ منقولات مین سے جو چیز خریدے جبتک کہ اپنے قبضہ مین
نہ آجاوے دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہین پس قبل مال پہونچنے کے صرف بیجک دکھلاکر

معاملہ کرنا درست نہین ہوگا۔ مسئلہ اگر ایک روپیہ کو کوئی چیز فروخت کی اور خریدار نے بجای روپیہ کے ایک روپیہ کے پیسے دیدیے تو لے لینا جائز ہی اسیطرح اگر باہم رضامندی ہو جاوے کہ اس روپیہ کی جگہ فلان کپڑا یا اسقدر غلہ ہمکو دیدو یہ بھی جائز ہی لیکن چونکہ یہ مبادلہ ہی اسلیے ربوا کی صورتون سے اسمین احتیاط کرنا چاہیے مثلاً بیس روپیہ کسیکے ذمہ چاہیے اور بجاے اُسکے بیس روپیہ کی اشرفی ادا کرنا قرار پایا سو اسمین یہ واجب ہوگا کہ جس مجلس مین یہ تجویز قرار پائی ہی اُسی مجلس مین اشرفی لیلی جاوے۔ یہ نہو کہ تجویز طے کر کے علحدہ ہو جاوین پھر دوسرے موقع پر اشرفی لیجاوے۔ مسئلہ بعد تکمیل بیع کے اگر قیمت مین کچھ رعایت کردیجاوے خواہ بائع کیجانب سے یعنے تخفیف کردیجاوے یا مشتری کیجانب سے یعنی بڑھا دیجاوے یہ درست ہی اسیطرح جو چیز مول لی ہی اُسمین کچھ بیشی کردیجاوے یہ بھی جائز ہی اس سے معلوم ہوا کہ اکثر جگہ جو دستور ہی کہ بعد سودا لینے کے بائع سے کچھ اور مانگ لیتے ہین بعضے اُسکو رونگا کہتے ہین اور بعضے لبھاؤ بولتے ہین اگر بائع خوشی سے دیدے کچھ مضائقہ نہین۔ مسئلہ بعضے لوگ جانورونکو کھلانے کے لیے کچی کھیتی گیہون یا جو وغیرہ خرید لیتے ہین اسکو خوید کہتے ہین تو یہ جائز ہی جیسا اوپر مذکور ہوا مگر بعضے جو یہ شرط ٹھیرا لیتے ہین کہ بعد کاٹنے کے بائع اُسکو دوبارہ پانی دے اور اُس سے جو دوبارہ پیداوار ہوگی اُسکو بھی ہم ابھی خریدتے ہین سو اس صورت مین اول تو ایک جزو مبیع کا موجود نہین دوسرے پانی دینا بائع کے ذمہ رکھا گیا ہی جو کہ شرط فاسد ہی اسلیے یہ بیع ناجائز ہے۔ مسئلہ بعض جگہ بورونمین بھرا ہوا غلہ کسی خاص نرخ سے اسطرح خرید لیتے ہین کہ مع بورونکے وزن کرلیا اور اُنمین سے ایک بورا خالی وزن کر کے تمام بورونکو ہموزن قرار دیکر حساب کر کے اُسقدر منہا کردیا یہ جائز نہین کیونکہ ممکن ہی کہ بورونکے وزن مین کچھ کمی بیشی ہو اگر ایسی ضرورت ہو تو اُسکا طریقہ یہ ہی کہ اس حساب سے جسقدر وزن غلہ کا قرار پایا ہی اس وزن سے معاملہ کو متعلق نرکھین بلکہ بالمقطع یہ کہدیا جاوے کہ اس مجموعہ غلہ کے یہ دام ہین خواہ بورونمین جسقدر سمجھا گیا ہی اُسقدر ہو یا اس سے کم و زیادہ ہو اور طرفین اسپر رضامند ہو جاوین اسطرح درست ہے۔ مسئلہ بعض جگہ غلہ کھتو مین بھرا ہوتا ہی صرف بیجک دکھلا کر اُسکو فروخت کردیتے ہین اور خریدار دوسرے کے ہاتھ اسیطرح فروخت کردیتا ہی بعض اوقات یہ سلسلہ دور تک چلتا ہی یہ جائز نہین لیکن دو شرط سے جائز ہو سکتا ہی اول یہ کہ گو اپنے حساب سے اُسکو ایک خاص مقدار پر سمجھ رکھا ہی مگر معاملہ اس وزن پر نکرین بلکہ یون کہین کہ جسقدر غلہ اسمین مدفون ہی وہ اتنے کا ہی دوسرے یہ کہ خریدار اول اُس کھتہ پر قبضہ کرلے

اور پھر وہ بھی خریدار آئندہ کے ہاتھ ان ہی شرطون کے موافق فروخت کرے لیکن اگر بتلائی
ہوئی مقدار سے کچھ کمی بیشی نکل آئے تو کوئی جواب دہ نہین ہے ۔

سود کا بیان

اسکے مسائل بہت نازک ہین اکثر لوگ باوجود نیک نیتی کے اس گناہ مین مبتلا ہو جاتے ہین اسلیے اول ایک قاعدہ کلیہ لکھا جاتا ہی اسکے سمجھ لینے سے سیکڑون ہزارون صورتونکا حکم معلوم ہو جاویگا اسکے بعد چند فرعی مسئلے بطور تمثیل کے لکھے جاوینگے اُس قاعدہ کے لیے اول ایک تمہید سمجھنا چاہیے وہ یہ ہی کہ جن چیزونسے معاملہ متعلق ہوتا ہی وہ تین قسم کے ہین یا تو وزن سے انکا لین دین ہوتا ہی یا کسی ظرف سے ناپی جاتی ہین یا نہ تولی جاوین اور نہ کسی ظرف سے ناپی جاوین مثلاً غلہ کہین تولکر بیچنے کا دستور ہی کہین برتن مین بھر کر ناپنے کا یہ چیزین موزون اور مکیل کہلاتی ہین اور چاندی اور سونا بھی موزون ہی گو بوجہ معین ہونے وزن سکہ کے روپیہ اشرفی کو کوئی نہ تولتا ہو اور جو چیز گن کر بیچی جاوے یا گزونسے ناپکر وہ قسم سوم مین داخل ہی یعنی نہ موزون ہی نہ مکیل ہی اس موزون اور مکیل ہونے کی صفت کو قدر کہتے ہین اب اس لفظ مختصر کو یاد رکھنا چاہیے دوسرا امر یہ جاننا چاہیے کہ ہر شئے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہی مثلاً گیہون کا گیہون ہونا چاندی کا چاندی ہونا کپڑے کا کپڑا ہونا اسکو جنس کہتے ہین یہ لفظ بھی یاد رکھنا چاہیے ۔ اب یہ دو لفظ یاد رکھنے کے قابل ہوئے ایک قدر دوسرا جنس یہ دونون لفظ آگے کام آوینگے پس جن اشیا مین مبادلہ واقع ہوتا ہی کبھی وہ قدر مین متحد اور مشترک ہوتی ہین اور جنس مین مختلف مثلاً گیہون اور چنا کہ قدر مین تو مشترک ہین کیونکہ دونون یا موزون ہین یا مکیل مگر جنس مختلف ہی کیونکہ ایک کی حقیقت گیہون ہے دوسرے کی حقیقت چنا اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ جنس مین تو اتحاد ہوتا ہی مگر قدر مین اتحاد نہین ہوتا مثلاً تنزیب تنزیب کہ جنس یعنی حقیقت تو متحد ہی مگر قدر یعنی مکیل اور موزون ہونا بالکل ندارد ہی جب قدر ہی نہین تو اتحاد قدر کہان یا بکری بکری کہ جنس تو ایک مگر چونکہ موزون اور مکیل نہین اسلیے نہ قدر ہی نہ اتحاد قدر ۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ قدر بھی متحد اور جنس بھی متحد جیسے گیہون گیہون کہ قدر بھی ایک اور جنس بھی ایک ۔ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک جیسے روپیہ اور کپڑا یا روپیہ اور جانور کہ نہ جنس ایک نہ قدر ایک پس یہ اشیا چار قسم کی نکلین متحد القدر والجنس متحد القدر غیر متحد الجنس متحد الجنس غیر متحد القدر غیر متحد الجنس والقدر ۔ جب یہ تمہید سمجھ مین آگئی اب وہ قاعدہ سمجھنا چاہیے وہ قاعدہ یہ ہی

که جو دو چیزین متحد القدر و الجنس هون اُنکے مبادله مین دو امر واجب هین ایک یه که دونون وزن یا
پیمانه مین برابر سرابر هون دوسرے یه که دونون دست بدست هون مثلاً اگر گیهون گیهون کا باهم بدلنا چاهین
تو نه اسمین کمی بیشی درست هی یعنی ایکطرف سیر بهر هون اور دوسری جانب سوا سیر یه درست نهین بلکه
دونو طرف سیر سیر یا سوا سوا سیر هونا ضرور هی اور نه یه درست هی که ایک تو سر دست لیلے اور دوسرا کل
یا پرسون یا تهوڑی دیر کے بعد لے بلکه ایک مجلس مین دونونکو اپنا اپنا حق لے لینا واجب هے اور جو چیزین یا
متحد القدر غیر متحد الجنس هون یا متحد الجنس غیر متحد القدر هون ان دونون قسمون کا حکم ایک هی وه یه که
انمین کمی بیشی تو جائز هی مگر اُدهار جائز نهین مثلاً گیهون اور چنا آپس مین بدلنا چاهین یهان قدر ایک
هی اور جنس ایک نهین یا بکری بکری بدلنا چاهین یهان جنس ایک هی مگر قدر ایک نهین کیونکه قدر
کهتے هین وزن اور کیل کو اور وه یهان هی نهین تو انمین کمی بیشی تو جائز هے یعنی گیهون سیر بهر هون
اور چنا دو سیر مثلاً ایکطرف ایک بکری دوسری جانب دو بکری یه تو درست هی مگر ایک جانب نقد اور دوسری
جانب اُدهار هو یه جائز نهین دست بدست لین دین واجب هی اور جو چیزین نه متحد القدر هون نه متحد الجنس
اُنمین کمی بیشی بهی جائز هے اور نقد اُدهار کا فرق بهی جائز هے مثلاً سو روپیه کا گهوڑا لیا تو یهان نه جنس
متحد هی نه قدر اسجگه نه دست بدست هونا ضرور هی نه برابری هونا ضرور هی۔ پس اس قاعده کا حاصل چار
قاعدے هوئے **قاعده اول** اشیاء متحدة القدر و متحدة الجنس مین برابری اور دست بدست هونا واجب هے
قاعده دوم۔ اشیاء غیر متحدة القدر و غیر متحدة الجنس مین نه برابری واجب هے نه دست بدست هونا واجب
هی **قاعده سوم**۔ اشیاء متحدة الجنس غیر متحدة القدر مین دست بدست هونا واجب هے اور برابری ضرور نهین
قاعده چهارم۔ اشیاء متحدة القدر غیر متحدة الجنس مین بهی مثل قاعده سوم دست بدست هونا واجب
هی اور برابری ضرور نهین ان چارون قاعدون کے خلاف جب لین دین هوگا وه سود مین داخل هے
یعنی جسجگه دست بدست هونا واجب هی وهان اگر ایک جانب بهی اُدهار هو سود هو جاویگا اور جهان برابری ضروری
هی وهان اگر کسیطرف کمی بیشی هوگی سود هو جاویگا اور جهان برابری اور دست بدست هونا دونون امر
واجب هین وهان اُدهار سے بهی سود هو جاویگا اور کمی بیشی سے بهی سود هو جاویگا۔ اب چند مسائل
جزئی معلوم کر لینے چاهیین **مسئله** اکثر گهرون مین دستور هی که گیهون کا آٹا مکا کے آٹے سے بدل لیتے هین
یا خود گیهون اور مکا کا مبادله کرتے هین اگر دونون دست بدست هون جائز هی گو ایک کم هو دوسرا

زیادہ کیونکہ قدر مین دونون متحد ہین اور جنس مین مختلف اسلیے کمی بیشی درست ہے مگر اُدھار درست
نہین مسئلہ اکثر پرانے اور نئے گیہون آپس مین بدلے جاتے ہین سو اسکے درست ہونیکی دو شرطین
ہین ایک یہ کہ دونون برابر ہون دوسرا یہ کہ دست بدست ہون اگرچہ ایک جانب گیہون بیش قیمت
ہون دوسری جانب کم قیمت جب بھی زیادتی کمی جائز نہین کیونکہ یہان جنس اور قدر دونون متحد
ہین اسلیے نہ کمی بیشی درست ہی نہ اُدھار مسئلہ اگر کسی مقام پر بوجہ اختلاف نرخ کے ایک
جنس کی چیزونکو کمی بیشی کے ساتھ بدلنا منظور ہو مثلاً ایک شخص کے پاس بیس سیر والے گیہون
ہین اور دوسرے کے پاس چالیس سیر والے خراب گیہون ہین اور اُنکو باہم بدلنا چاہتے ہین یہان
برابر بدلنے مین ایک کا نقصان ہی اور کمی بیشی بوجہ اتحاد جنس کے جائز نہین اسکا طریقہ جواز کا یہ ہی
کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتھ اپنے گیہون بعوض روپیہ کے فروخت کردے گو روپیہ نقد موجود نہو
جب وہ روپیہ اُسکے ذمہ واجب الادا ہو جاوے اُس سے کہے کہ اس روپیہ کے عوض ہمکو یہ گیہون
دیدو اور وہ اپنی رضامندی سے دیدے اسطرح درست ہو جاوے گا مسئلہ بعض اوقات مستورات
گیہون کو گیہون کے آٹے کے عوض برابر بدلتی ہین اور گیہون کے ساتھ اُسکی پسائی کی اُجرت بھی دیجاتی
ہی یہ جائز نہین خواہ پسائی دین یا نہ دین اسیطرح گیہون اور ستو کا مبادلہ آٹے اور ستو کا مبادلہ جبکہ
یہ ایک ہی قسم کے غلہ سے ہون جائز نہین اگرچہ برابر سرابر اور دست بدست ہو اسکی وجہ عوام کی سمجھ مین نہین
آسکتی البتہ اگر ایسی ضرورت واقع ہو تو وہی تدبیر مذکور کیجاوے کہ ایک چیز کو دامونکے عوض فروخت کردین
پھر اُن دامون سے دوسری چیز خرید کرلین مسئلہ اُدھار اُسجگہ ناجائز ہی جہان دو چیزون مین ادلا بدلا
مقصود ہو جیسے اوپر دو مسئلو مین کہ گیہون اور جَو کی یا پرانے اور نئے گیہون مین مبادلہ واقع ہوا ہی
اُنمین ادھار درست نہوگا اور جہان ادلا بدلا مقصود نہوگا بلکہ اپنے پاس ایک شئے کے موجود نہونے
کی وجہ سے اُدھار لینے سے محض یہ مقصود ہو کہ اسوقت اپنا کام نکال لیا جاوے اور جب اپنے پاس
ہوگا اُسکو اُسکا حق ادا کردینگے اس صورت مین اُدھار درست ہی مگر اسکا حکم یہ ہی کہ جیسی چیز ادھار لی
ہی ویسی ہی اور اتنی ہی ادا کردیجاوے نہ کمی بیشی کی شرط درست ہی اور نہ دوسری جنس کا ٹھیرانا
درست ہی اور نہ اچھی بُری کا فرق مقرر کرنا جائز ہی مثلاً ایک شخص کے پاس اسوقت آٹا نہین اپنی
پڑوسی سے سیر بھر آٹا قرض لے لیا سو ظاہر ہی کہ اسکو خاص مبادلہ کرنا مقصود نہین کیونکہ اگر اسکے

پاس موجود ہوتا تو وہی پکا لیتا بدلتا کیون پھرتا۔ بلکہ محض اسوقت کی کارروائی مقصود ہی اور جب اُسکے پاس ہوگا اُسکا آٹا ادا کر دیگا اسمین کوئی مضائقہ نہین مگر قرض لینے کے وقت یہ شرط ٹھیرانا درست نہوگا کہ سیر بھر کا سوا سیر دینگے یا اس سے عمدہ آٹا دینگے یا گیہون کا لیتے ہین مکی یا چنے کا دینگے اگر ایسی شرط ٹھیراوینگے تو یہ سود ہو جاویگا کیونکہ مبادلہ مقصود ہوگیا اور جواز مبادلہ کے شرائط یہان مفقود ہین البتہ اگر محض رعایت کرکے جیسا لیا تھا اُس سے اچھا ادا کر دیا یا دوسرے شخص نے رعایت کرکے اُس سے گھٹیا قبول کر لیا یا وقت مطالبہ کے یہ کہا کہ ہمارے پاس گیہون کا آٹا اسوقت نہین ہی اسکے عوض مکی کا لیلو خواہ کم یا زیادہ اور دوسرا رضامند ہوگیا اور جسوقت یہ رضامندی باہمی ہوئی ہی اُسیوقت حساب بیباق کر دیا تو جائز ہے اگر بعد اس رضامندی کے نصف کا عوض غیر جنس سے دیا گیا اور نصف حق باقی رہا تو جائز نہوگا اگر کسی شخص کے پاس بقدر نصف کے غیر جنس موجود ہو تو چاہیے کل کے معاوضہ مین غیر جنس نہ ٹھیراوین بلکہ یون کہین کہ تم اپنے نصف حق واجب کے عوض یہ غیر جنس لے لو اور نصف کا مطالبہ بدستور باقی و قائم رہیگا پھر اُس نصف کے عوض اگر عین جنس دینا چاہین تب تو کچھ کلام ہی نہین اور اگر غیر جنس دینا چاہین تو اسکے لیے رضامندی جدید کی ضرورت ہوگی اور اسکے لیے بھی ضرور ہوگا کہ جسوقت باہمی رضامندی ہوئی ہی اُسیوقت بیباق کر لیا جاوے غرض یہ کہ کل حق کے عوض غیر جنس کا طے ہو جانا اور پھر کچھ وصول ہونا اور کچھ رہجانا جائز نہین مسئلہ اکثر دستور ہے کہ سرسونکے بدلے سرسونکا تیل لیتے ہین سو اسکا حکم یہ ہی کہ سرسون مین جو تیل نکلیگا اگر وہ بالیقین اس تیل سے کم ہو تب تو یہ مبادلہ درست اور اگر وہ تیل سرسون سے نکلنے والا اس تیل سے زیادہ ہو یا برابر ہو یا برابری اور کمی بیشی کا حال معلوم نہو تو یہ مبادلہ درست نہین اور اگر ایسا ہی بدلنا ضروری ہو تو اُسکے جواز کا حیلہ وہی ہی جو اوپر مذکور ہوا یعنی سرسونکو بعوض روپیہ یا پیسونکے خرید کیا جاوے پھر اُن پیسوں یا روپیہ کا تیل خرید لیا جاوے گو یہ روپیہ پیسہ نقد نہ دیا جاوے محض زبانی معاملہ بھی درست ہو جاویگا مسئلہ اکثر بنکو نمین لین دین سود کا ہوتا ہی اُنمین روپیہ داخل کر کے حصہ دار بنکر اُسکا نفع لینا درست نہین کیونکہ کارکنان بنک مالکان روپیہ کے وکیل ہین اور وکیل کا فعل مثل فعل موکل ہی گویا اس روپیہ والے نے خود لین دین سود کا کیا البتہ جس کارخانہ مین سود کا لین دین نہو

اور نہ اور کوئی فاسد معاملہ ہو اُس سے معاملہ مضاربت کرنا درست ہے۔ **مسئلہ** بعض سودی بنکون مین روپیہ امانۃً جمع کردیتے ہین اور اُسکا نفع نہین لیتے سو چونکہ بالیقین بنک مین روپیہ بعینہٖ محفوظ نہین رہتا کاروبار مین لگا رہتا ہے اسلیے وہ امانت نہین رہتا بلکہ قرض ہوجاتا ہے اور گو اس شخص نے سود نہین لیا مگر سود لینے والونکی اعانت قرض سے کی اور اعانت گناہ کی گناہ ہے اسلیے داخل کرنا بھی درست نہین **مسئلہ** بعضے لوگ اپنا روپیہ جو اُنھون نے کسی تجارت کی کوٹھی مین جمع کیا ہے کم یا زیادہ روپیہ کے عوض دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیتے ہین۔ اسمین دو خرابیان ہین ایک تو یہ کہ دست بدست نہین اور دوسرے برابر سرابر نہین اور روپیہ کے عوض جو روپیہ فروخت کیا جاوے اسمین دونون امر شرط ہین اسلیے یہ جائز نہین البتہ اگر برابر سرابر روپیہ کے مقابلہ مین دیا جاوے تو بتاویل حوالہ یہ معاملہ درست ہے اسیطرح نوٹ جو بکتا ہے وہ بھی حقیقت مین حوالہ ہے وہ بھی اسی شرط سے درست ہے کہ جتنے کا نوٹ ہے اُتنے ہی کو فروخت ہو ورنہ کمی بیشی مین سود ہوجائیگا۔ **قاعدہ ضروریہ** قرض دینے والے کو قرض لینے والے سے قرض کے دباؤ یا رعایت سے جو نفع حاصل ہو وہ سود ہے۔ حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب کوئی شخص کسیکو قرض دے پھر وہ قرض لینے والا اس شخص کو کچھ ہدیہ دے یا گھوڑے وغیرہ پر سواری دے تو اس شخص کو چاہیے کہ نہ سوار ہو اور نہ ہدیہ قبول کرے ہان اگر پہلے سے ان دونون مین اس قسم کے رسوم جاری ہون مضائقہ نہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور اُن ہی سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ایک شخص دوسرے کو قرض دے تو اُسکو چاہیے کہ کوئی ہدیہ نہ لے روایت کیا اسکو بخاری نے اپنی تاریخ مین اسیطرح ہے منتقی مین اور ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضؓ سے روایت ہے کہ مین مدینہ طیبہ مین آیا اور عبد اللہ بن سلام رضؓ سے ملا اور انہون نے فرمایا کہ تم ایسی سرزمین مین رہتے ہو جہان سود کی کثرت ہے تو جب کسی شخص کے ذمہ تمہارا کچھ حق چاہتا ہو اور وہ تمہارے پاس بھوسہ یا جو یا گھاس کی گٹھڑی بھیجے تو تم اُسکو مت لینا کیونکہ یہ سود ہے روایت کیا اسکو بخاری نے یہ تینون حدیثین مشکوٰۃ سے نقل کیگئین اس قاعدہ سے بہت سے مسائل معلوم ہوسکتے ہین بطور تمثیل کے بعضے مذکور ہوتے ہین **مسئلہ** بعض مقروض دکاندار بوجہ رعایت قرضہ کے قرضخواہ کو

بلا نفع سود دیتے ہین قاعدہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ یہ درست نہین **مسئلہ** اسی قاعدہ سے
معلوم ہو گیا ہوگا کہ زمینداروں مین جو ایک عام عادت ہی کہ زمین صحرائی یا مکان رہن رکھکر
اُس سے منتفع ہوتے ہین ہرگز جائز نہین اور بعض کتابوں کی عبارت سے جو شبہ پڑ گیا ہی وجہ اسکی
غلط فہمی ہی مقصود اُس عبارت سے اباحۃ انتفاع نہین ہی کیونکہ یہ قاعدہ مذکورہ کے خلاف ہی جسکو
جمیع فقہا قبول کر کے یہ کلیہ مقرر کر چکے ہین کل قرض جر نفعا فہو ربوا بلکہ معنے اُس عبارت کے یہ ہین کہ
بدون اذن راہن کے اگر مرتہن منتفع ہو تو اُسپر بوجہ غاصب ہونیکے ضمان لازم آتا ہی اذن دینے سے
ضمان لازم نہین آویگا سو ضمان لازم نہونے سے مباح و حلال ہونا ثابت نہین ہوتا دیکھئے چور کا
ہاتھ کاٹا جانا ضمان کو ساقط کر دیتا ہی مگر سرقہ کو مباح و حلال نہین کرتا چنانچہ ہدایہ اور اُسکے حاشیہ
غایۃ البیان کی عبارت نقل کیجاتی ہی ولیس للمرتہن ان ینتفع بالرہن لا باستخدام ولا سکنی ولا لبس الا
ان یاذن لہ المالک لان لہ حق الحبس دون الانتفاع ولیس لہ ان یبیع الا بتسلیط من الراہن ولیس لہ ان
یواجر او یعیر لانہ لیس لہ ولایۃ الانتفاع بنفسہ فلا یملک تسلیط غیرہ فان فعل کان متعدیا ولا یبطل عقد
الرہن بالتعدی (ہدایہ) لان المالک رضی بحبسہ لا بانتفاعہ فاذا استعملہ بوجہ من الوجوہ کان غاصبا وضمن
قیمتہ بالغۃ ما بلغت فان کان باذن المالک فلا ضمان علیہ لان الحجر لحقہ وقد رضی بہ (غایۃ البیان) قلت
قد سلک الاستخدام والسکنی واللبس والبیع والاجارۃ والاعارۃ فی سلک واحد حیث اجاز کل واحد منہا باذن المالک
وظاہر انہ لا یباح ثمن المرہون بعد بیعہ مع بقاء اصل الدین فکذلک حکم سائر ما ذکر۔ اور اگر کسی عبارت مین
حلت یا اباحۃ کا لفظ پایا جاوے تو وہ اُس صورت مین ہی کہ وقت عقد کے نہ انتفاع کی شرط ٹھہری ہو نہ وہان
اسکا رواج ہو نہ قرض کا دباؤ ہو ابتداءً و اتفاقاً و تبرعاً اجازت انتفاع کی ہو جاوے ایسی حالت مین
انتفاع درست ہی لیکن اس صورت مین وہ شئ رہن سے خارج ہو جاویگی محض عاریت رہجاویگی چنانچہ
اگر حالت استعمال مین وہ شئ تلف یا خراب ہو جاوے تو ضمان لازم نہ آویگا اور قرضہ مین محسوب نہوگا قلت
وعلیہ یحمل حدیث الظہر یرکب بنفقتہ الخ اسکو خوب سمجھ لینا چاہیئے بعض لکھے پڑھے لوگ اس آفت مین مبتلا
ہین اللہ تعالے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے ہر بلا سے محفوظ رکھے **مسئلہ** زمینداروں
مین ایک معاملہ بنام بیع بالوفا کے مشہور ہی اور اس لفظ کا استعمال دو صورتوں مین کرتے ہین جنمین ہر ایک کا
جدا حکم ہے۔ ایک صورت تو یہ ہی کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تم ہماری زمین یا مکان یا باغ سو روپیہ کے

عوض مین رکھ لو اگر ایک سال کے اندر مثلاً مین نے زر ر ہن ادا کردیا تو اپنی زمین وغیرہ واپس کرلونگا اور اگر اس مدت کے اندر روپیہ نہ دیسکا تو بس اسی روپیہ مین تمہارے ہاتھ بیع ہی۔ اس صورت کو بعضے عوام بیع بالوفاء کہتے ہین مگر فقہاء کے کلام مین جو یہ لفظ مستعمل ہی اس سے یہ صورت مراد نہین بلکہ اگلی صورت مراد ہی بہر حال اسکا نام جو کچھ بھی رکھا جاوے حکم اسکا یہ ہی کہ یہ معاملہ بالکل باطل اور حرام ہی بلکہ بوجہ تعلیق الملک بالخطر کے قمار مین داخل ہی جسکی حرمت قرآن مجید مین منصوص ہی اور خاص اس صورت کی ممانعت حدیث شریف مین آئی ہی عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یغلق الرہن من صاحبہ الذی رہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ رواہ الشافعی مرسلا وروی مثلہ او مثل معناہ لا یخالفہ عنہ عن ابی ہریرۃ متصلاً (مشکوۃ المصابیح) کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی ذکر الکرخی عن السلف کطاوس وابراہیم وغیرہما انہم اتفقوا علی ان المراد لا یحبس الرہن عند المرتہن احتباساً لا یمکن فکاکہ بان یکون مملوکا للمرتہن والدلیل علیہ ما روی عن الزہری ان اہل الجاہلیۃ کانوا یرتہنون ویشترطون علی الراہن ان لہ ان لم یقض الدین الی وقت کذا فالرہن مملوک للمرتہن فابطل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذلک بقولہ لا یغلق الرہن وقیل لسعید بن المسیب ہو قول الرجل ان لم یأت بالدین الی وقت کذا فالرہن بیع بالدین فقال نعم آہ۔ دوسری صورت جو بعض کتب فقہیہ مین مذکور ہی یہ ہی کہ رہن کیا ہی نہین بلکہ اول ہی سے بیع کردیا مگر مشتری سے جداگانہ وعدہ لیلیا یعنے بیع کے اندر شرط نہین ٹھیرائی بلکہ بیع سے علحدہ مستقل وعدہ لے لیا کہ ہم ایک سال کے اندر مثلاً تمکو زر ثمن واپس کردین تو تم اس بیع کو فسخ کرکے یہ شئے مبیع ہمکو واپس دیدینا یہ صورت متقدمین علماء کے نزدیک تو جائز نہین کیونکہ اصل مقصود رہن کرنا ہے بیع کا محض حیلہ ہی صرف اس غرض کے لیے کہ منافع مرہون کے جائز ہوجاوین اور اگر بیع بھی کہا جاوے تب بھی مشروط ہی شرط فاسد کے ساتھ اور گو لفظوں مین اس معاہدہ کو صیغہ بیع سے جدا کردیا گیا ہی تاہم جانبین کا مقصود تو یہی ہی کہ بیع مین یہ شرط داخل رہے یہی وجہ ہے کہ مشتری اگر وعدہ خلافی کرے تو آپس مین تکرار ہوتا ہی اور متاخرین نے کچھ تاویلین کرکرا کر اس صورت کو جائز کہہ دیا ہی واللہ تعالی اعلم مسئلہ بعض سود خوارون نے یہ حیلہ نکالا ہی کہ اُنکے پاس کوئی شخص قرض مانگنے آیا اُنہون نے ایک رومال مین سو روپیہ باندھکر کہا کہ

یہ مجموعہ ایکسو پانچ روپیہ کا ہی سو روپیہ کے عوض سو روپیہ اور رومال کے بدلے پانچ روپیہ
دوسرے شخص نے قبول کرلیا اور ادا کرتے وقت ایکسو پانچ روپیہ دیدیا یہ بالکل حرام ہے
کیونکہ اصل مقصود یہ ہی کہ سو روپیہ کے عوض ایکسو پانچ روپیہ لون رومال کی بیع ہرگز مقصود نہین
محض حیلہ کے لیے صورت بیع کی اختیار کی ہو اور اگر بیع کو مقصود بھی مان لیا جاوے تب بھی چار
پیسہ کا رومال پانچ روپیہ کو صرف اس دباؤ سے خریدا ہی کہ اگر نہین خریدتے تو قرض نہین ملتا اور
اوپر یہ قاعدہ بیان ہو چکا ہی کہ جو نفع قرض کے دباؤ سے حاصل ہو وہ سود ہی اسکی ممانعت حدیث
شریف مین صاف آئی ہی قوله صلى الله عليه وسلم لا يحل سلف وبيع الخ مشكوة عن الترمذي وابي داود
والنسائي اسیطرح جسجگہ چاندی کو چاندی کے بدلے یا سونے کو سونے کے بدلے کم و زیادہ کرکے بیچنا
منظور ہو مگر حیلہ جواز کے لیے کم جانب مین ایک پیسہ یا ایک پائی مثلاً ملا لین کہ جسکی قیمت اسقدر نہو
جسقدر دوسری طرف زیادہ مال ہی یہ بھی مکروہ ہی كذا في الهدايه اور معاملات مین مکروہ سے مراد
مکروہ تحریمی ہوتا ہی - کذا قالوا امام محمد رح فرماتے ہین کہ میرے دلمین ایسی بیع پہاڑ کی برابر گران معلوم
ہوتی ہی كذا في فتح القدير اسیطرح ایک صورت بیع عینہ کی ہو وہ یہ ہی کہ زید نے عمرو سے دس روپیہ قرض
مانگے عمرو نے کہا کہ قرض نہین دیتا مگر ہان دس روپیہ کا مال بارہ روپیہ مین مثلاً بیچتا ہون اور دس روپیہ کو
کسیکے ہاتھ فروخت کرکے اپنی کاربراری کرلو اور جب تمہارے پاس ہو بارہ روپیہ زر ثمن مجکو ادا کر دینا
یہ بھی مکروہ ہی كذا في الهدايه سود خوارون نے یہ صورت اختراع کی ہی كذا في الكفايه امام محمد رح ہی اسکے حق
مین بھی وہی الفاظ فرماتے ہین جو اوپر مذکور ہوئے اور حدیث شریف مین بھی اسکی مذمت آئی ہی اور
پیشین گوئی فرمائی گئی ہی کہ جب تم ایسا کروگے ذلیل و خوار ہو جاؤگے اور غیر قومین تم پر غالب آجاوینگی
كذا في فتح القدير مسئله بعض لوگون نے مرہون سے منتفع ہونیکا یہ حیلہ نکالا ہی کہ مثلاً سو روپیہ
کو ایک زمین رہن رکھی اور راہن سے یہ شرط ٹھہرائی کہ ہم یہ زمین تمکو ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر دیدینگے
اور کرایہ زر رہن مین وضع ہوتا رہیگا یہانتک کہ اسی برس مین کل روپیہ ادا ہو جاویگا اور زمین
چھوڑ دی جاویگی اور اسکے قبل چھڑانا چاہین تو اسی حساب سے جسقدر روپیہ باقی رہے گا وہ
لے کر چھوڑ دینگے چونکہ ایک روپیہ سالانہ کرایہ پر زمین کا دینا محض اس قرضہ کے دباؤ سے ہی اور اوپر یہ
قاعدہ معلوم ہو چکا ہی کہ جو رعایت بوجہ قرض کے ہو وہ حرام ہی اسلیے یہ معاملہ حرام اور یہ انتفاع خبیث ہوگا ؞

سلم یعنے بدنی کا بیان

اسکے جواز کی چند شرطین ہین - روپیہ پورا پیشگی دیا جاوے - جس چیز پر معاملہ ٹھیرا ہے اُسکی حالت ایسی صحیح اور مشرح طور پر بیان کر دیجاوے کہ پھر احتمال اختلاف کا نرہے - نرخ معین ہو جاوے مثلاً کہا جائے کہ بیس سیر یا پچیس سیر کے حساب سے لینگے اور اگر یون کہا کہ جو نرخ اُسوقت ہوگا اُس سے پانچ سیر مثلاً زیادہ لینگے یہ جائز نہین - اگر اُس چیز کے لادنے اُٹھانے مین مشقت ہو تو اُسکے ادا کرنے کی جگہ بھی بیان ہونا چاہیے مثلاً غلہ خرمن مین لیا جائیگا یا بائع کے مکان پر لیا جائیگا یا مشتری کے مکان پر پہونچا دیا جائیگا - کم از کم ایک ماہ کی میعاد مقرر ہونا چاہیے اُس سے کم ہو زیادہ کا مضائقہ نہین - وقت معاملہ سے وقت ادا تک وہ شئے ہر وقت بازار مین میسر آتی رہے **مسئلہ** اگر وقت پر وہ شئے بہم نہ پہونچ سکے اور دونون آدمی چاہتے ہین کہ اسکے عوض دوسری چیز دیدی جاوے یہ درست نہین پس دو بات کا اختیار ہے یا تو اپنا روپیہ لیلے اور پھر اُس روپیہ سے جو چیز چاہے خرید کرلے اور یا مہلت دیجاوے کہ جب وہ چیز میسر ہو وصول کیجاوے **مسئلہ** اگر صورت مذکور مین روپیہ واپس کیا جاوے تو جسقدر روپیہ دیا تھا اتنا ہی لیا جاوے بعض جگہ جو دستور ہے کہ اُسوقت کا نرخ لگا کر روپیہ بڑھا کر وصول کرتے ہین یہ حرام اور سود ہے **مسئلہ** زید نے عمرو کو روپیہ دیکر کوئی چیز بطور بدنی کے ٹھیرائی اب بکر نے زید سے کہا کہ تم اتنا روپیہ ہمسے لے لو اور وہ چیز عمرو سے ہمکو دلا دو یا یون کہا کہ آدھا روپیہ ہمسے لے لو اور عمرو سے جو کچھ مال ملے گا اُس مین ہمکو نصف کا شریک کرلو یہ دونون صورتین ناجائز ہین

چاندی سونے کے مبادلہ کا بیان

اسکے اکثر مسائل سود کے بیان مین مذکور ہو چکے ہین کچھ یہان مرقوم ہوتے ہین **مسئلہ** اکثر لوگ روپیہ دیکر ریزگاری لیتے ہین اسطرح کہ کسیقدر اُسوقت لے لے اور کچھ دوسرے وقت لیلے یہ جائز نہین اسطرح اگر کچھ سود لیا اور بقیہ ریزگاری دوسرے وقت لے لی یہ بھی جائز نہین **مسئلہ** گوٹہ ٹھپہ لچکہ جیسے کام کا ہو مثل چاندی کے ہے اگر روپیہ سے خریدا جاوے تو نہ اُدھار درست ہے اور نہ کمی بیشی وزن مین درست ہے اگر بوجہ تفاوت نرخ کے کم و بیش لینے کی ضرورت ہو تو کم جانب

مین کچھ پیسے ملالیئے جاوین جیسا پہلے معلوم ہوا۔

وکالت کا بیان

مسئلہ۔ زید نے عمرو سے کوئی معین شے خریدنے کے لیے کہا اور عمرو نے اس وکالت کو قبول کرلیا اب عمرو کو جائز نہین کہ اس شے کو اپنے لیے خرید کرے البتہ اگر زید کو اطلاع کردے کہ مین تمہارا وکیل نہین بنتا تم میرے بھروسے مت رہو اور اسکے بعد اسی شے کو اپنے لیے خرید کرے یہ جائز ہی

صلح کا بیان

مسئلہ۔ کسی شخص کے بیس روپیہ دوسرے شخص کے ذمہ واجب ہون اور وہ کہے کہ خیر تم پندرہ ہی دیدو یہ جائز ہے مسئلہ۔ اور اگر بیس روپیہ میعادی واجب ہون مثلاً کوئی مال بیس روپیہ کو خریدا تھا اور چھ مہینہ دو مہینہ کی مہلت واسطے ادا سے زرثمن کے ٹھیرائی تھی اب یون چاہتا ہی کہ مجکو قبل از میعاد ادا کردے اور پانچ روپیہ مثلاً کم دیدے یہ درست نہین مسئلہ۔ ایک شخص مرا اور اسنے ترکہ مین اسباب و نقد چھوڑا اور اسکے وارثون مین سے ایک شخص نے دوسرے وارثون سے کہا کہ مین اپنا حصہ تقسیم کرکے لینا نہین چاہتا مجکو بالمقطع ایکہزار روپیہ مثلاً دیدو اور مین تم سے دست برداری کرتا ہون یہ جائز ہی مگر اسمین دو شرطین ہین ایک تو یہ کہ ترکہ مین اگر نقد روپیہ بھی ہی تو اس روپیہ مین دیکھنا چاہیئے کہ شرعاً اسکا کسقدر حصہ ہی اگر ایکہزار روپیہ سے کم بیٹھتا ہے تب تو یہ صلح جائز ہی اور اگر اسکا حصہ ایکہزار یا ایکہزار سے زائد ہی تب یہ صلح جائز نہین دوسرے یہ کہ اسکا حصہ جسقدر نقد روپیہ مین ہی اس مقدار روپیہ پر بالفعل اسکا قبضہ کرادیا جاوے بقیہ مین اگر رہ جاوے مضائقہ نہین اور یاد رکھو کہ زیور بھی نقد کے حکم مین ہی اور اگر ورثہ مین کوئی نابالغ بھی ہی تو اسکے حق مین یہ صلح اگر زیادہ نقصان رسان نہو تو جائز ہوگی ورنہ اسکے حصہ کے قدر مین جائز نہوگی مسئلہ۔ ایک شخص مرا اسکا کچھ ترکہ تو موجود ہی اور کچھ روپیہ اسکا لوگونکے ذمہ واجب ہے۔ ایک وارث نے منظور کیا کہ جسقدر دین ہی وہ میرے حصہ مین لگادیا جاوے مین وصول کرلونگا اور نقد ترکہ دوسرے ورثہ تقسیم کرلین یہ معاملہ جائز نہین بلکہ موجود ترکہ کو تقسیم کرنا چاہیئے اور

جسقدر دین وصول ہوتا جاوے وہ بھی سب مین تقسیم ہوتا رہیگا

مضاربت کا بیان

یعنے زید نے مثلاً عمرو کو کچھ روپیہ دیا کہ تم اس سے تجارت کرو روپیہ ہمارا اور محنت تمہاری اسمین جو کچھ نفع ہے اسکو باہم تقسیم کرلیا کرینگے اسکو مضاربت کہتے ہین اور یہ شرعاً درست ہے مسئلہ نفع کی تقسیم حصون پر چاہئے مثلاً نصف نفع رب المال یعنی روپیہ والیکا ہوگا اور نصف نفع مضارب یعنے کارکن کا یا ایک تہائی ایک کا اور دو تہائی دوسرے کا یا اور جسطرح طے ہوجاوے اور اگر کوئی خاص رقم نفع مین سے ایک کا حق ٹھہرایا جاوے جیسا بعض لوگ کرتے ہین کہ پانچ روپیہ ماہوار یا دس روپیہ ماہوار مال والیکو دیتے رہینگے باقی کارکن کو یہ سود اور حرام ہی مسئلہ اسیطرح اگر یون طے ہوا کہ نفع مین دونون شریک اور نقصان اگر ہو صرف کارکن پر پڑے یا جسطرح نفع دونون کا نقصان بھی دونون کا یہ سب باطل اور ناجائز ہے نقصان جب ہو رب المال ہی پر ڈالا جاویگا صرف کارکن کی محنت برباد جاویگی اسکے ذمہ روپیہ نہ ڈالا جاویگا مسئلہ مضارب یعنی کارکن کو اجازت نہین کہ وہ روپیہ کسی دوسرے شخص کو بطور مضاربت کے دیدے البتہ اگر رب المال اجازت دیدے تو مضائقہ نہین مسئلہ اسیطرح اگر رب المال نے کسی خاص شئے کی تجارت کرنیکو کہا تو بدون اسکی اجازت کے مضارب کو جائز نہین کہ کسی دوسرے شئے کی تجارت اس روپیہ سے کرے مسئلہ اگر مضاربت مین کچھ ٹوٹا آوے تو اول نفع سے پورا کیا جاویگا اصل روپیہ کو باقی اور محفوظ سمجھین گے جب نفع سے زیادہ ٹوٹا ہوا اب اصل روپیہ پر ڈالا جاویگا مسئلہ مضارب اگر تجارت کے لیے سفر کرے ضروری مصارف خورد و نوش و کرایہ سواری وغیرہ اسی تجارتی روپیہ سے صرف کرنیکا مستحق ہی مگر واپسی سفر کے وقت جو کچھ اسمین سے بچ جاوے اسے مال تجارت مین شامل کردے

ودیعت یعنی امانت رکھنے کا بیان

مسئلہ اگر امین نے پورے طور سے امانت کی حفاظت کی اور پھر وہ ضائع یا خراب ہوجاوے تو امین پر تاوان نہ آویگا مسئلہ جسوقت مالک اپنی امانت لینا چاہے امین کو فوراً واپس

کردینا چاہیے اگر مانگنے پر عذر توقف کیا اور اب وہ ضائع ہوگئی اس صورت مین اس امین پر تاوان لازم آویگا مسئلہ امانت کا استعمال کرنا بلا اجازت مالک کے گناہ ہے مگر جبکہ مالک نے اجازت استعمال کی یا قرض دینے کی دیدی ہو تو اسوقت استعمال کی حالت مین نقصان آنے سے ضمان نہ آویگا اور جبکہ بلا اذن مالک کے امانت مین تصرف کیا اور وہ امانت ایسی ہے کہ استعمال مین اسکو خرچ کرنا نہین پڑتا جیسے کتاب یا کپڑا یا گھوڑا کہ باوجود بقا کے استعمال مین آسکتے ہین تو ایسی شئے مین اگر حالت استعمال مین نقصان آویگا تو اسکا ضمان واجب ہوگا اور اگر حالت استعمال مین کسیطرحکا نقصان نہین آیا اور بعد استعمال صحیح سلامت احتیاط سے امانت مین رکھدیا تو اب نقصان آجانے سے بھی ضمان لازم نہ آویگا گو بلا اجازت استعمال کرنیکا گناہ اسپر رہا اور اگر وہ شئے ایسی ہے کہ اسکا استعمال یہی ہے کہ خرچ کردیا جاوے جیسے روپیہ یا کوئی کھانے کی چیز تو اسکے خرچ کرنے سے ہر حالت مین ضمان لازم ہوگا اگرچہ اسکا بدل امانت مین رکھدیا ہو البتہ اگر وہ بدل مالک کے قبضہ مین پہونچا ہے اب البتہ ضمان سے بری ہو جاویگا

عاریت یعنی مانگی چیز کا بیان

اگر عاریت دینے والے نے کوئی مدت بھی معین کردی مثلاً یہ کہا کہ ایک مہینہ کے لیے تمکو یہ عاریت دیجاتی ہے اس کہنے پر بھی اسکو اختیار ہے کہ اس میعاد کے قبل جب چاہے واپس کرلے عاریت لینے والا انکار نہین کرسکتا مسئلہ عاریت کا حکم بھی امانت کا سا ہے یعنے اگر باوجود احتیاط کے مال کے خراب ہو جاوے ضمان لازم نہین اور بے احتیاطی مین ضمان لازم ہے مسئلہ اگر عاریت دینے والے نے استعمال کا کوئی طریقہ خاص یا مدت خاص معین کردی عاریت لینے والے کو اسکے خلاف کرنا جائز نہین مسئلہ اگر ایک شخص نے دوسرے کو ایک خالی زمین بطور عاریت کے مکان بنانے کیواسطے دی اگر اسمین کوئی مدت مقرر نہین کیگئی تب تو زمیندار کو اختیار ہے جب چاہے زمین خالی کرالے اور اسکی عمارت اکھڑوادے اور یہ بھی جائز ہے کہ عمارت کے دام عمارت والیکو دیدے بشرطیکہ اکھڑنے کی حالت مین ہون اور اگر کوئی مدت معین کردی تھی مثلاً دس سال کے لیے عاریت دی تھی تو اگر دس برس کے اندر زمین خالی کرانا چاہے تو بوجہ مالک ہونیکے اسکا اختیار تو حاصل ہے اور

دوسرے شخص کو زمین خالی کرنا پڑیگی مگر چونکہ اس شخص نے اُسکو دھوکا دیکر اسکا نقصان کرایا اسلیے گنہگار بھی ہوگا اور جسقدر اُسکا نقصان ہوگا اُسکی قیمت اس زمیندار سے دلائی جاویگی اسکی صورت یون ہے کہ کھڑی عمارت کی قیمت دیکھی جاویگی کہ کیا ہے مثلاً سو روپیہ کی قرار پائی پھر گر جانے کے بعد جو ملبہ کی قیمت رہیگی اُسکو دیکھین گے مثلاً پچاس روپیہ رہگئے تو ان دونون قیمتون مین جو تفاوت ہے مثلاً اسمثال مذکور مین پچاس روپیہ کا فرق ہے یہ پچاس روپیہ زمیندار سے لیکر اُس عمارت والے کو دلائے جائینگے اور ملبہ بھی عمارت والے کا رہیگا اگر زمیندار عمارت کے گروانے اور بنیاو کے کھدوانے مین زمین کا نقصان سمجھے اور عمارت کی قیمت دیکر زمین معہ عمارت کے لینا چاہے یہ اختیار بھی اُسکو حاصل ہے عمارت والے کو جائز نہین کہ خواہی نخواہی اپنی عمارت اُکھاڑ کر اسکی زمین کو نقصان پہونچاوے اور بعینہ یہی سب احکام جاری ہونگے جبکہ باغ یا ایک دو درخت لگانے کے لیے زمین عاریت دی ہو **مسئلہ** اور اگر کھیتی کے لیے زمین عاریت دی ہو اور ابھی کھیتی کٹی نہین کہ تقاضا شروع ہوا اسکا حکم یہ ہے کہ جبتک کھیتی کٹ نہ جاوے خالی کرانے کا اختیار حاصل نہین البتہ جس روز سے واپسی کا تقاضا کیا ہے اس روز سے خالی ہونے تک اس زمین کا کرایہ حسب رواج و دستور کھیتی والے سے زمیندار کو دلایا جاویگا تاکہ دونون نقصان سے محفوظ رہین

ہبہ یعنی کوئی چیز مفت بخشدینے کا بیان

مسئلہ ہبہ مین قبضہ شرط ہے یعنے اگر زید نے زبانی یہ کہدیا کہ مین نے یہ چیز ہبہ کی اور عمرو نے کہا کہ مین نے قبول کیا مگر عمرو کا قبضہ نہین ہوا تو یہ ہبہ صحیح نہوگا اور وہ شے بدستور زید کی ملک مین رہیگی **مسئلہ** اگر شے موہوب یعنی جس چیز کو ہبہ کیا جاتا ہے مشترک ہو یعنی دو تین آدمیون کا اُسمین ساجھا ہو اور اُنمین سے ایک شریک اپنا حصہ کسیکو ہبہ کرنا چاہے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ تقسیم ہونے کے قابل ہے یا نہین اگر تقسیم ہونیکے قابل نہو یعنے تقسیم کرنے سے اُس کام کی نرہے جس کے لیے وہ شے موضوع ہے مثلاً گھوڑا یا چکی

یا چھوٹا حمام ایسی چیزوں کا ہبہ تو باوجود مشترک رہنے کے جائز ہے اور اگر وہ چیز تقسیم ہونیکی قابلیت رکھتی ہو جیسے گھر یا باغ یا غلہ اسکا حکم یہ ہے کہ اگر اول تقسیم کر کے ہبہ کیا یا ہبہ کے بعد تقسیم کر کے قبضہ کرا دیا تب تو ہبہ درست ہوگیا اور اگر بالکل تقسیم ہی نہین کیا ایسی مشترک چیز کا ہبہ درست نہین البتہ اگر سب ساجھی رضامند ہو کر وہ شے ایک شخص کو ہبہ کر دین اور وہ قبضہ کر لے درست ہے اور اگر ایک شخص ایسی چیز بلا اشتراک دو شخصون کو ہبہ کرے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک درست ہے مسئلہ جس چیز کو ہبہ کرنا چاہتا ہے اگر موہوب لہ یعنی جس شخص کو ہبہ کرنا چاہتا ہے وہ پہلے سے اس شے پر قابض ہے خواہ یہ قبضہ بطور امانت کے ہو یا عاریت کے یا اور کسیطرح جسے تو اس صورت مین قبضہ جدید کی حاجت نہین ہے پہلا قبضہ کافی ہے مسئلہ باپ اگر نابالغ اولاد کو کوئی شے ہبہ کرے تو اولاد کا قبضہ ضرور نہین بلکہ باپ ہی کا قبضہ کافی ہے ہبہ صحیح ہو جاویگا مسئلہ اسیطرح اگر غیر آدمی نابالغ کو کوئی چیز ہبہ کرنا چاہے اسمین بھی نابالغ کا قبضہ ضرور نہین باپ کا قبضہ کافی ہے اور اگر نابالغ سمجھہ دار ہو وہ بھی قبضہ کر سکتا ہے اور اگر نابالغ نے قبضہ نہین کیا اور کسی دوسرے عزیز و قریب نے اُسکی طرف سے قبضہ کر لیا تو باپ کے ہوتے ہوئے تو دوسرونکا قبضہ کافی نہین البتہ اگر باپ مر گیا ہو تو اُسوقت نابالغ جسکی پرورش و نگرانی مین ہو اُسکا قبضہ صحیح ہو جاویگا اور اگر باپ نے نابالغہ کی شادی کر دی ہو اور شوہر کے گھر بھیجدیا ہو اُسوقت شوہر کا قبضہ بھی کافی ہوگا کیونکہ باپ نے جب شادی کر دی ایسے امور کا اختیار شوہر کو سپرد کر دیا اور اگر شوہر کے گھر نہین آئی تو شوہر کا قبضہ کافی نہین

اجارہ یعنی کرایہ کا بیان

مسئلہ مادہ اسپ پر نر کو بچہ لینے کے لیے جو ڈالا جاتا ہے اُسکی اُجرت ٹھیرانا اور لینا حرام ہے البتہ اگر بطور احسان کے بلا جبر و شرط و بلا پابندی دستور کچھہ دیدے تو درست ہے مسئلہ کسی شخص نے گائے یا بھینس دودھ پینے کے واسطے کرایہ پر لی کہ اتنا کرایہ دینگے اور دودھ اُسکا نکال لیا کرینگے یہ جائز نہین مسئلہ ایک شخص نے دوسرے سے

کہا کہ ہمکو اپنی فلان زمین بونے کے لیے دیدو اور اُسکے بدلے ہماری فلان زمین تم بو یا کرو اور اُن زمینونکا کرایہ یہی قرار پایا یہ درست نہین اگر ایسا معاملہ کرنا ہو تو اُسکی تدبیر یہ ہے کہ دونون زمینونکا کرایہ برابر مقدار روپیہ سے ٹھیرایا جاوے آخر مین بوجہ مساوی ہونے دونون کرایہ کے مقدار کے باہم مجرا ہوجاویگا نہ لینا پڑیگا نہ دینا اسیطرح ایک گھر مین دوسرے گھر کے عوض رہنا یا ایک سواری کے عوض مین دوسری سواری کا استعمال کرنا یہ بھی جائز نہین مسئلہ اجیر یعنی مزدوری پر کام کرنیوالے دو قسم ہین ایک اجیر مشترک کہ کسی خاص آدمی کے کام مین مقید نہین بلکہ سبکا کام لے لیتا ہے اور ہر ایک کا کام پورا کرکے حوالہ کرتا ہے اور اجرت لے لیتا ہے جیسے رنگریز دھوبی درزی وغیرہ دوسرا اجیر خاص ایک وقت خاص مین ایک ہی شخص کے کام مین لگتا ہے اور وقت پورا کرکے اپنی اجرت کا مستحق ہوتا ہی جسکو نوکر کہتے ہین مسئلہ اجیر مشترک کے پاس اگر کوئی نقصان ہوجاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اسکے عمل سے نقصان ہوا یا کسی دوسری وجہ اتفاقی سے نقصان ہوا اگر اسکے عمل سے نقصان ہوا مثلاً استری کرنے سے کپڑا پھٹ گیا یا پلہ دار کے سر سے بوجھ گر گیا وعلی ہذا اس نقصان کا تاوان تو اجیر مشترک کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر اس نقصان مین اُسکے عمل کو کوئی دخل نہین مثلاً چوری ہوگئی اسکا تاوان لازم نہین البتہ اگر حفاظت سے نہین رکھا تو اس بے احتیاطی کی وجہ سے ضمان لازم ہوگا جیسا عام امانت کا حکم اوپر مذکور ہوچکا ہے اجیر خاص کے پاس جو نقصان ہوجاوے خواہ اُسکے عمل سے ہو یا بلا عمل مثلاً اُسکے پاس سے چوری ہوگئی یا اُسکے ہاتھ سے کوئی چیز گر کر ٹوٹ گئی ان دونون صورتون مین تاوان لازم نہین ہان اگر احتیاط مین کمی کی ہو تو اس بے احتیاطی کی وجہ سے تاوان لازم آنا اور بات ہے مسئلہ اپنے سوار ہونیکے لیے ٹٹو کرایہ کیا بدون اجازت مالک کے دوسرے شخص کو سوار کرنا جائز نہین مسئلہ گواہی پہ اجرت لینا جائز نہین مسئلہ اگر کسیکی مملوکہ زمین مین بارانی پانی جمع ہوکر تالاب ہوجاوے وہ پانی اس شخص کی ملک نہین پس زمینداروں مین جو دستور ہے کہ چمڑہ دھونے والونسے کرایہ لیتے ہین یہ جائز نہین مسئلہ اجیر مشترک کو جائز ہے کہ جسقدر مزدوری ٹھیری ہے اس سے کم مین کسی دوسرے سے وہ کام کراکر جو مزدوری بچ جاوے وہ خود رکھ لے مگر اجیر خاص کو

جائز نہین کہ اپنا عوضی کسیکو کم تنخواہ پر مقرر کرکے بقیہ تنخواہ خود رکھ لے۔ البتہ اگر اجیر مشترک مین بھی شرط ٹھیر گئی کہ تم خود اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا دوسرے سے مت لینا تب دوسرے شخص سے کام لینا جائز نہین ہے مسئلہ کرایہ کے ٹٹو گاڑی مین جو اسباب لادا جاتا ہی اگر عام رواج و دستور سے زائد ہو تو گاڑی والے کی رضامندی شرط ہی بلا اُسکی اطلاع و اجازت کے لیجانا جائز نہین

شفعہ کا بیان

مسئلہ جسوقت شفیع کو خبر بیع کی پہونچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ مین شفعہ لونگا تو شفعہ باطل ہو جائیگا پھر اُس شخص کو دعوی کرنا جائز نہین حتی کہ اگر شفیع کے پاس خط پہونچا اور اُسکے شروع مین یہ خبر لکھی ہی کہ فلان مکان فروخت ہوا اور اُسوقت اُسنے زبان سے نہ کہا کہ مین شفعہ لونگا یہانتک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ مین شفعہ لونگا تو اسکا شفعہ باطل ہو گیا مسئلہ اگر شفیع نے کہا کہ مجکو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دست بردار ہو جاؤن تو اسصورت مین چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا اسلیے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہی اس لیے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے مسئلہ اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہین دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اُسکے وارثون کو شفعہ نہ پہونچے گا اور اگر خریدار مر گیا شفعہ باقی رہیگا مسئلہ شفیع کو خبر پہونچی کہ اسقدر قیمت کو مکان بکا ہے اُسنے دست برداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کو بکا ہے اُسوقت شفعہ لے سکتا ہی اسیطرح پہلے سُنا تھا کہ فلان شخص خریدار ہی پھر سُنا کہ نہین بلکہ دوسرا خریدار ہی یا پہلے سنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے ان صورتون مین پہلے دست برداری سے شفعہ باطل نہو گا

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ ایک شخص نے خالی زمین کسیکو دیکر کہا کہ تم اسمین کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اُسکو فلان نسبت سے تقسیم کرلینگے یہ مزارعت ہی اور جائز ہے مسئلہ ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آوینگا خواہ ایک دو سال یا دس

سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کر لیا جائیگا یہ مساقاۃ ہی اور یہ بھی جائز ہی مسئلہ اس معاملہ کی درستی کے لیے اتنی شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا۔ دوم زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا۔ سوم مدت زراعت کا بیان کرنا۔ چہارم بیج کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا پنجم جنس کاشت کا بیان کر دینا کہ گیہون ہونگے یا جو مثلاً۔ ششم کسان کے حصہ کا ذکر ہو جانا کہ کل پیداوار مین کسقدر ہوگا۔ ہفتم زمین کو خالی کر کے کسان کے حوالے کرنا۔ ہشتم زمین کی پیداوار مین کسان اور مالک کا شریک رہنا۔ نہم زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون مسئلہ اگر ان شرائط مین سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہو جاویگی مسئلہ مزارعۃ فاسدہ مین سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہی تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملیگا اور اگر وہ کاشتکار ہی تو مزدوری موافق دستور کے ملیگی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اسقدر سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپس مین دونون کے ٹھہر چکا تھا یعنی اگر مثلاً بالمناصفہ مزارعت ٹھیری تھی تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جاویگا مسئلہ بعد معاملہ مزارعت کے اگر دونون مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اُس سے بجبر کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو پھر زبردستی نکیجاوے مسئلہ اگر دونون عقد کرنیوالون مین سے کوئی مر جاوے تو مزارعۃ باطل ہو جاویگی مسئلہ اگر مدت معینہ مزارعت کی گذر جاوے اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اُجرت اتنی جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی ان زائد ایام کے عوض مین مسئلہ بعض جگہ دستور ہی کہ بٹائی کی زمین مین جو غلہ پیدا ہوتا ہی اسکو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہین اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہین اسکو تقسیم نہین کرتے بلکہ بیگھون کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہین سو بظاہر تو بوجہ اسکے کہ یہ شرط خلاف مزارعہ ہی ناجائز معلوم ہوتا ہی مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کے اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جاوے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ مین یون تفصیل کیجاوے کہ دونون کی مراد یہ تھی کہ فلان اجناس مین عقد مزارعت کرتے ہین اور فلان اجناس مین زمین بطور اجارہ دیجاتی ہی اسطرح جائز ہو سکتا ہی مگر اسمین جانبین کی رضامندی شرط ہی مسئلہ بعض زمیندارونکی عادت ہی کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے

کاشتکار کے حصہ مین سے کچھ اور حقوق ملازمون اور کمینون کے بھی نکال لیتے ہین سو اگر بالمقطع ٹھہرا لیا کہ ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لین گے یہ تو ناجائز ہی اور اگر اسطرح ٹھیرایا کہ ایک من مین ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہی۔ **مسئلہ** بعض لوگ اسکا تصفیہ نہین کرتے کہ کیا بویا جاویگا پھر بعد مین تکرار قضیہ ہوتا ہی یہ جائز نہین یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا **مسئلہ** بعض جگہہ رسم ہی کہ کاشتکار زمین مین تخم پاشی کر کے دوسرے لوگون کے سپرد کر دیتا ہی اور یہ شرط ٹھیرتی ہی کہ تم اسمین محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیون کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہی جسجگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہان جائز ہے ورنہ جائز نہین **مسئلہ** اس اوپر کی صورت مین بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہی بعض اجناس تو ان عاملونکو بانٹ دیتے ہین اور بعض مین فی بیگہ کچھ نقد دیتے ہین پس آئین بٹی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہی **مسئلہ** اجارہ یا مزارعہ مین بارہ سال یا کم و بیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعوی کرنا جیسا اسوقت رواج ہی محض باطل اور حرام اور ظلم و غصب ہی بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہین اگر ایسا کیا تو اسکا پیداوار بھی خبیث ہی اور کھانا اسکا حرام ہی **مسئلہ** مساقاۃ کا حال سب باتون مین مثل مزارعت کے ہی **مسئلہ** اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کو دیے اور پھل ایسے ہین کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہون تو درست ہے اور اگر انکا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہوگی جیسے مزارعہ کہ کھیتی طیار ہونے کے بعد درست نہین **مسئلہ** اگر عقد مساقاۃ جب فاسد ہو جاوے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی جسطرح مزارعہ مین بیان ہوا

بعضی متفرق حلال و حرام چیزون کا بیان

مسئلہ چاندی سونے کے برتن مین کھانا پینا یا چاندی سونے کے چمچہ سے کھانا یا چاندی سونے کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا یا انکے عطردان سے عطر لگانا یا انکے خاصدان مین پان کھانا یا چاندی سونے کی گھڑی کا استعمال کرنا یا آئینہ جسکا گھر چاندی سونے کا ہو استعمال کرنا یا گھڑی مین چاندی سونے کی زنجیر لگانا یہ سب حرام ہی **مسئلہ** جس چیز مین

چاندی سونے کی میخین یا پتر سے جڑے ہون اگر اس جگہ کو بچا کر وہ چیز استعمال مین لاوے
درست ہے **مسئلہ** اگر مجلس دعوت مین کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہان جانیکے قبل
معلوم ہوجاوے تو دعوت قبول نکرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم
ولحاظ کے وہ امر موقوف ہوجائیگا تو جانا بہتر ہی اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہان جاکر دیکھا
سو اگر یہ شخص مقتداے دین ہی تب تو لوٹ آوے اور اگر مقتدا نہین عوام الناس سے ہے سو اگر عین
کھانیکے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہان نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہی تو خیر مجبوری بیٹھ
جاوے اور بہتر ہی کہ صاحب مکان کو فہمایش کرے اور اگر اسقدر ہمت نہو تو صبر کرے اور دل سے
اُسے بُرا سمجھے **مسئلہ** جو دعوت نام آوری کیلیے کیجاوے اُسکو قبول نکرنا بہتر ہی **مسئلہ** مردون
کو ریشمی کپڑے پہننا حرام ہی اسیطرح لڑکونکو پہنانا۔ البتہ چار انگل چوڑی سنجاف ریشمی جائز ہے
اس سے زیادہ ناجائز ہے اسیطرح اگر پھول بوٹے پان وغیرہ ریشم کے بنے ہوئے ہون مگر کوئی پھول
بوٹہ چار انگشت سے زیادہ نہو جائز ہے اور کلابتون کا حکم بھی یہی ہی کہ چار انگشت تک اجازت ہی
زیادہ ممنوع ہی **مسئلہ** مخمل یعنے جس کپڑے پر ریشم کا روان جما یا ہو مثل ریشم کے ہے سب احکام مذکورہ
مین **مسئلہ** اگر تانا سوت ہو اور بانا ریشم تو درست نہین اور اگر تانا ریشم اور بانا سوت ہو اُسکا پہننا
درست ہی **مسئلہ** چاندی سونے کے تمام یعنے بٹن اور گھنڈی لگانا جائز ہی **مسئلہ** مردون کو
انگوٹھی بجز چاندی کے جسکی مقدار وزن چار ماشہ سے کم ہو درست نہین اور عورتونکو سونے کی بھی
جائز ہی اسیطرح عورتونکے لیے گلوٹ وغیرہ کا زیور جائز ہے **مسئلہ** بعض جگہ ایسا برا رواج ہے کہ
عورت سے عورت بالکل پردہ نہین کرتی برہنہ ہو کر کمر وغیرہ ملوالیتی ہین یہ حرام ہی البتہ ناف سے
گھٹنے تک اگر کپڑا لپٹا ہو اُس حالت مین عورت کو عورت کا باقی بدن دیکھنا جائز ہے **مسئلہ** کافر اور
فاسق عورت سے بھی عورت کو مثل مرد اجنبی کے پردہ کرنا واجب ہی یعنے بجز چہرہ اور دونون
ہاتھ گٹے تک اور دونون پاؤن ٹخنے کے نیچے تک باقی بدن سر و بازو وغیرہ کھولنا اُسکے روبرو
ناجائز ہے **مسئلہ** بعض عورتین اپنے خالہ زاد یا پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور
وغیرہم کے روبرو سر کھلے یا چھوٹی آستین پہنے ہوئے یا باریک کپڑے پہنے یا عطر و خوشبو
لباس یا سر مین ملے ہوئے آجاتی ہین یہ بالکل حرام ہی **مسئلہ** زید کا قرض بذمہ عمرو

واجب ہی اور وہ اُسکو حرام آمدنی سے ادا کرنا چاہتا ہی اور زید کو معلوم ہی تو اُسکے لیے حلال ہوگا اسیطرح حرام آمدنی والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا اور اُسی آمدنی سے قیمت لینا یا ایسے شخص کا کوئی کام کرکے ایسی آمدنی سے اجرت لینا ان سبکا یہی حکم ہی **مسئلہ** غلہ خرید کر بھر رکھنا اور باوجود مخلوق کو تکلیف پہونچنے کے نہ بیچنا اور زیادہ گرانی کا منتظر رہنا حرام ہے **مسئلہ** اس زمانہ مین بعض لوگون نے پیرزادگی کو بھی ایک پیشہ بنالیا ہی کچھ مصنوعی تعویذ گنڈے یاد کرلیے دوچار شعبدے سیکھ لیے ٹھگنے کو پیری مریدی بھی شروع کردی مریدون سے فصلانہ اور دوسرے شخصون سے بذریعہ مکروفریب کے متفرق آمدنی حاصل کرتے ہین یہ پیشہ بدترین سب پیشون کا ہے اور حرام ہی البتہ اگر تعویذ و نقش موافق شرع کے ہو اور کوئی دہوکہ بازی نکیجاوے اُسپر اجرت لینا جائز ہے اور اگر کسی شیخ کامل نے پیری مریدی کی اجازت دی ہو بغرض ارشاد وہدایت بیعت لینا بھی درست ہی اور جو خلوص سے کچھ دے قبول کرنا بھی درست ہی مگر دنیا کے کمانے کے لیے یہ بھی نادرست ہی۔

پانی کے احکام

مسئلہ کسی شخص کی مملوک زمین مین کنوان یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو دوسرے لوگونکو پانی پینے سے یا جانورونکو پانی پلانی یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کے لیے پانی لینے سے یا دس پانچ گھڑے بھر کر اپنے گھر کے ایک آدہ درخت یا کیاری مین پانی دینے سے منع نہین کرسکتا کیونکہ اسمین سبکا حق ہی اور اگر اپنی زمین مین آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جاویگا کہ پانی لینے والیکا کام دوسری جگہ سے بآسانی چلسکتا ہی مثلاً کوئی دوسرا کنوان وغیرہ قریب ہی یا اُسکا کام بند ہوجائیگا اور تکلیف ہوگی اگر اُسکی کارروائی دوسری جگہ سے ہوسکے تو خیر ورنہ اس کنوے والے سے کہا جاویگا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنوے پر آنے کی اجازت دے ورنہ اُسکو جسقدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکالکر یا نکلوا کر اُسکو حوالہ کرو البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگونکو جائز نہین اس سے ممانعت کرسکتا ہی یہی حکم ہے خودرو گھاس کا اور جسقدر نباتات بے تنہ ہین سب گھاس کے حکم مین ہین البتہ تنہ دار درخت زمین والے کا مملوک ہے

مسئلہ اگر ایک شخص دوسرے کے کنوے یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ اُس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے مشائخ بلخ نے فتوی جواز کا دیا ہے مسئلہ جو پانی برتن یا مشک مین بھر لیا جاوے اُسمین دوسرے شخص کا کوئی استحقاق نہین البتہ اگر پیاس سے بیقرار ہو جاوے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی حاجت سے زائد موجود ہو اور بقیمت بھی نہ دیتا ہو

نشہ دار چیزونکا بیان

مسئلہ جو چیز پتلی بہنے والی نشہ دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی یا اور کچھ اور اُسکے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اُسکا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہو اسیطرح دوا مین استعمال کرنا خواہ پینے مین یا لیپ کرنے مین نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جاوے ہر حال مین ممنوع ہے یہانسے انگریزی دواؤنکا حال معلوم ہو گیا جن مین اکثر اس قسم کی چیزین ملائی جاتی ہین مسئلہ اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تماکو جائفل افیون وغیرہ اسکا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لاوے نہ اُس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے اور اگر ضماد وغیرہ مین استعمال کیا جاوے تو کچھ بھی مضائقہ نہین

رہن کا بیان

مسئلہ رہون چیز سے مرتہن کا منتفع ہونا اگرچہ باجازت راہن ہو جیسا آجکل رواج ہے حلال نہین اسکا پورا بیان مسائل سود مین گذر چکا ہے مسئلہ اگر زید نے عمرو سے کوئی زیور یا برتن وغیرہ عاریت لیکر رہن کر دیا اور عمرو اپنی ضرورت سے مرتہن کو روپیہ دیکر وہ شئے چھوڑا لایا تو عمرو اس روپیہ کا مطالبہ زید سے کر سکتا ہے مسئلہ بعضے لوگ حق مرتہنی کو بیع کر دیتے ہین یہ بالکل باطل ہے اول تو حق مرتہنی کوئی چیز قابل بیع نہین دوسرے مرتہن کو کوئی تصرف کرنا مرہون مین جائز نہین البتہ اگر راہن رضامند ہو تو اُسکی یہ صورت ہے

کہ مرتہن ثانی بقدر زر رہن کے راہن کو قرض دیدے اور وہ مرتہن اول کو یہ روپیہ دیکر اپنا رہن چھوڑا لے اور پھر اُسکو مرتہن ثانی کے پاس بعوض اُسکے قرضہ کے رہن رکھدے

وصیت اور میراث کے احکام

مسئلہ تجہیز و تکفین بطریق متوسط و ادائے دیون سے جسمین مہر بھی داخل ہی جو بچے اسکی تہائی تک وصیت جائز ہے زائد مین باطل ہے البتہ بالغ ورثہ صرف اپنے حصہ مین زائد کی اجازت دے سکتے ہین اور نابالغ کے حصہ مین نہ تو بالغونکو حق اجازت ہی نہ خود نابالغ کی اجازت معتبر ہی **مسئلہ** اسیطرح جس شخص کو کچھ میراث ملیگی اُسکو کچھ زائد دینے کے لیے وصیت کرنا باطل ہی اور بالغ ورثہ کی اجازت اپنے حصہ مین یہان بھی درست ہی **مسئلہ** وصیت کرکے اُس سے رجوع کرلینا اور اُسکو منسوخ کردینا جائز ہے **مسئلہ** مرض الموت مین یعنی جس بیماری مین یہ شخص جانبر نہو اور جانبر ہونیکی ظاہرا امید بھی نہو ہبہ کرنا یا قرض معاف کرنا یا بہت ارزان قیمت پر کوئی چیز فروخت کرڈالنا یہ سب وصیت ہی ثلث سے زائد مین جائز اور نہ وارث کیلیے جائز۔ اس سے معلوم ہوا کہ اکثر عورتین مرنے کے وقت جو خاوند کو مہر معاف کردیتی ہین بالکل لغو ہی البتہ اس عورت کے بالغ وارث اگر جائز رکھین تو اُنکے حصہ مین معافی ہوجاویگی **مسئلہ** بعد تقدیم مصارف تکفین و ادای قرض و انفاذ وصیت جو مال بچے وہ سب ورثہ کا حق مشترک ہے خواہ کپڑا ہو یا برتن یا کتابین یا اثاث البیت یا روپیہ یا جائداد سب مشترک ہی ایک شخص کو اُسمین تصرف کرنا خواہ اپنے قبضہ و استعمال مین لاکر خواہ دوسرے کو ثواب کے لیے یا دنیا کی مصلحت کے لیے دیکر بالکل ناجائز ہے اگر ایسا کیا جسطرح ہندوستان مین عام رواج ہی کہ بعد میت کے جو سرپرست خاندان ہوتا ہے وہ کچھ ایصال ثواب کے نام سے کچھ فضول رسمون مین اُس ترکہ مین سے صرف کرتا ہی سو ایسا کرنے سے اُس شخص کو اپنے حصہ مین سے تمام روپیہ بھرنا پڑیگا البتہ بالغ ورثہ کے اتفاق سے جو صرف ہو وہ اُن سب کے حصہ پر پڑیگا اور جنکی صاف اجازت نہین یا جو نابالغ ہین اُنکا حصہ تقسیم مین پورا دینا پڑیگا

شرکت کا بیان

شرکت دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہی جیسے ایک شخص مرگیا اور اُسکے ترکہ مین چند
وارث شریک ہین یا روپیہ ملاکر دو شخصون نے ایک چیز خریدکی یا ایک شخص نے دو شخصونکو کوئی چیز
ہبہ کردی اسکا حکم یہ ہی کہ ہر شریک کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہین دوسری
شرکت عقود ہی یعنے دو شخصون نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت مین تجارت کرینگے اس شرکت
کے اقسام واحکام یہ ہین مسئلہ ایک قسم شرکت عنان ہے یعنی دو شخصون نے تھوڑا تھوڑا روپیہ
بہم پہونچاکر اتفاق کیا کہ اسکا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کرین اسمین یہ شرط ہے کہ راس المال
نقد ہو خواہ روپیہ یا اشرفی یا پیسے سو اگر دونون آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کرکے شرکت سے
تجارت کرنا چاہین یہ شرکت صحیح نہین ہوگی مسئلہ شرکت عنان مین جائز ہی کہ ایک کا مال
زیادہ ہو ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھیری کہ مال تو کم و
زیادہ ہی مگر نفع برابر تقسیم ہوگا یا مال برابر ہی مگر نفع تین تہائی ہوگا تو بھی جائز ہی مسئلہ
اس شرکت عنان مین ہر شریک کو مال شرکت مین ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے
بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہو لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جاویگا مسئلہ اگر بعد
قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہین گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف
ہوگیا تو شرکت باطل ہوجاویگی اور اگر ایک شخص بھی کچھ خرید چکا ہی اور دوسرے کا مال ہلاک
ہوگیا تو شرکت باطل نہوگی مال خرید دونون کا ہوگا اور جسقدر اس مال مین دوسرے شریک کا حصہ
ہے اُس حصے کے موافق زرِ ثمن اس دوسرے شریک سے وصول کرلیا جاویگا۔ مثلاً ایک شخص کے
دس روپیہ تھے اور دوسرے کے پانچ دس روپیہ والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپیہ والے
کے روپیے ضائع ہوگئے سو پانچ روپیہ والا اُس مال مین ثلث کا شریک ہی اور دس روپیہ والا اس
سے دس روپیہ کا ثلث نقد واپس کرلیگا یعنے تین روپیہ پانچ آنہ چار پائی۔ اور آیندہ
یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا مسئلہ اس شرکت مین دونون شخصون کو مال کا مخلوط
کرنا ضرور نہین صرف زبانی ایجاب وقبول سے یہ شرکت منعقد ہوجاتی ہی مسئلہ نفع
نسبت سے مقرر ہونا چاہیئے یعنے آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اور اگر یون ٹھیرا کہ ایک شخص کو
مقرر روپیہ ملینگے باقی دوسرے کا یہ جائز نہین مسئلہ ایک قسم شرکت کی شرکت صنائع

کہلاتی ہی اور شرکت تقبل بھی کہتے ہین جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کرلین کہ جو کام جسکے پاس آوے اُسکو قبول کرلے اور جو مزدوری ملے وہ آپس مین آدھون آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لین یہ جائز ہی مسئلہ جو کام ایک نے لیا دونون پر لازم ہوگیا مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لیے لیا تو صاحب فرمایش جسطرح اسپر تقاضا کرسکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہی اسیطرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہی دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہی اور جسطرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہوجاتا ہی اسیطرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہی مسئلہ ایک قسم شرکت کی شرکت وجوہ ہی یعنے نہ انکے پاس مال ہی نہ کوئی ہنر و پیشہ ہی صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دوکانداروں سے ادھار مال لیکر بیچا کرین اس شرکت مین بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت مین جس نسبت سے شرکت ہوگی اُسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزونکو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھیرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

بالون کے متعلق احکام

مسئلہ پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسیقدر اس سے نیچے یا پورا سر منڈوا دینا سنت ہی اور کترانا بھی درست ہی۔ مگر سب کترانا اور آگے کیطرف کسیقدر بڑے رکھنا جو کہ آجکل کا فیشن ہی جائز نہین۔ اور کچھ حصہ منڈانا کچھ رہنے دینا درست نہین۔ اسی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آجکل بابری رکھنی یا چندیا[ع] کھلانے یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گولائی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہین مسئلہ اگر بال بہت بڑہا لیے تو عورتونکی طرح جوڑا باندہنا درست نہین مسئلہ عورت کو سر منڈانا یا بال کترانا حرام ہی حدیث مین لعنت آئی ہی مسئلہ لبونکا کترانا اسقدر کہ لب کے برابر ہوجاوے سنت ہے اور منڈانے مین اختلاف ہی بعضے بدعت کہتے ہین بعضے اجازت دیتے ہین لہذا نہ منڈانے مین احتیاط ہی مسئلہ مونچھ دونون طرف دراز رہنے دینا درست ہی بشرطیکہ لبین دراز نہون مسئلہ داڑھی منڈانا کترانا حرام ہی البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اُس کا

[ع] بعض اطراف مین چندوا کہتے ہین ۱۲

کترا دینا درست ہی اسیطرح چارون طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جاوے درست ہے مسئلہ ۶ رخسارہ کیطرف جو بال بڑھ جاوین انکو برابر کردینا یعنی خط بنوانا درست ہے اسیطرح اگر دونون ابرو کیقدر لیجاوین اور درست کردیے جاوین یہ بھی درست ہے مسئلہ ۷ حلق کے بال منڈانا نچاہیے مگر ابویوسف رح سے منقول ہے کہ اسمین بھی کچھ مضائقہ نہین مسئلہ ۸ ریش بچہ کے جانبین لب زیرین بال منڈانے کو فقہانے بدعت لکھا ہی اس لیئے نہ چاہیے۔ اسیطرح گدہی کے بال بنوانیکو بھی فقہانے مکروہ لکھا ہی مسئلہ ۱۰ بغرض زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب وہیبت ہونے کے لیے دور کرنا بہتر ہے مسئلہ ۱۱ ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہیے قینچی سے کترڈالنا چاہیئے مسئلہ ۱۲ سینہ اور پشت کے بال کا بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اولی ہی مسئلہ ۱۳ موی بغل مین اولے تو یہ ہے کہ ہبچنے وغیرہ سے دور کیے جاوین اور استرہ سے مونڈنا بھی جائز ہے مسئلہ ۱۴ موے زیرناف مین مرد کے لیے استرہ سے دور کرنا بہتر ہے مونڈنے وقت ابتدا ناف کے نیچے سے کرے اور ہرتال وغیرہ کوئی دوا لگاکر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لیے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹے سے دور کرے استرہ نہ لگے مسئلہ ۱۵ اسکے علاوہ اور تمام بدن کے بالونکا مونڈنا رکھنا دونون درست ہی۔ مسئلہ ۱۶ ہاتھ پیر کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہی البتہ مجاہد کے لیے دار الحرب مین ناخن اور مونچھ کا نہ کٹانا مستحب ہی مسئلہ ۱۷ ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کترانا بہتر ہی داہنے ہاتھ کے انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بالترتیب کترا کر بائین چھنگلیا سے بترتیب کٹاوے اور داہنے انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیونمین داہنے چھنگلیا سے شروع کرکے بائین چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ ترتیب بہتر ہے اور اولی ہی اسکے خلاف بھی درست ہے۔ مسئلہ ۱۸ کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کردینا چاہیئے دفن نکرے تو کسی محفوظ جگہ ڈالدے یہ بھی جائز ہی مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہی مسئلہ ۱۹ ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہی اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہی مسئلہ ۲۰ حالت جنابت مین بال بنانا ناخن کاٹنا موے زیرناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہی مسئلہ ۲۱ ہر ہفتہ مین ایک مرتبہ موے زیرناف موے بغل لبین ناخن وغیرہ دور کرکے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہی اور

سب سے بہتر جمعہ کا دن ہی کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جاوے ہر ہفتہ نہو تو پندرہوین دن سہی انتہا درجہ چالیسوین دن اسکے بعد رخصت نہین اگر چالیس دن گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا ۞ فقط

خیرخواہانہ تنبیہ

رسالہ ہذا کے خطبہ مین تصحیح معاملات کا اہم اجزای دین سے ہونا اور اسمین کم توجہی کا گلہ عرض کیا گیا ہی آخر مین اب تصحیح معاملات کے اعظم ثمرہ کا کہ اکل حلال ہی بتلانا اور غذاے حلال کے برکات اور غذای حرام کے ظلمات کا جتلانا مناسب معلوم ہوا اسلیے پانچ احادیث نبویہ کا خلاصہ ترجمہ اور سات شعر مثنوی معنوی اور پندرہ شعر نان و حلوا کے جو اس مضمون کی شہادت دیتے ہین حوالہ قلم ہوتے ہین تاکہ ناظرین کو عبرت و توجہ ہو اور غفلت مبدل بہ تنبیہ مسند احمد اور شعب الایمان بیہقی اور سنن دیلمی مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو ارشادات روایت کیے گئے ہین انکا حاصل یہ ہی کہ کسب حلال بھی نماز روزہ فرائض کے بعد فرض ہی اور کسب حلال سے آدمی مستجاب الدعوات ہو جاتا ہی اور ایک لقمہ حرام بھی جو منھ تک جاتا ہی اُسکے وبال سے چالیس روز تک دعا قبول نہین ہوتی۔ اور اگر دس درم کی پوشاک مین ایک درم یعنی چار آنہ کی مقدار بھی حرام مال ہو تو جبتک وہ لباس بدن پر رہتا ہی نماز نہین قبول ہوتی اور حرام مال سے نہ صدقہ خیرات قبول ہو نہ اُس سے خرچ کرنے مین برکت ہو اور جو مرے پیچھے چھوڑ جاوے وہ اُسکو دوزخ مین لیجانے کے لیے رہبر ہو جاتا ہی اور جو بدن حرام مال سے پلا ہو وہ جنت مین نہ جاویگا بلکہ وہ دوزخ ہی کے لایق ہی۔ اشعار

لقمہ کو نور افزود و کمال
علم و حکمت زاید از لقمہ حلال
چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام
ہیچ گندم کاری و جو بر دہد
لقمہ تخم است و برش اندیشہا
زاید از لقمہ حلال اندر دہان

آن بود آورده از کسب حلال
عشق و رقت زاید از لقمہ حلال
جہل و غفلت زاید آنرا دان حرام
دیدۂ اسپی کہ کرہ خر دہد
لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
میل خدمت عزم رفتن آنجہان

زاید از لقمہ حلال اے مہ حضور ۔۔۔ در دل پاک تو و در دیدہ نور
چند مال مشتبہ آری بکف ۔۔۔ تا کہ باشی نرم پوش و خوش علف
عاقبت سازد ترا از دین بری ۔۔۔ این تن آرائی و این تن پروری
لقمہ کاید از طریق مشتبہ ۔۔۔ خاک خور خاک و بران دندان منہ
کان ترا در راہ دین مفتون کند ۔۔۔ نور عرفان از دلت بیرون کند
لقمہ نانے کہ باشد شبہہ ناک ۔۔۔ در حریم کعبہ ابراہیمؑ پاک
گر بدست خود نشاندی تخم آن ۔۔۔ ور بگاو چرخ راندی تخم آن
ور مہ نو در حصادش داس کرد ۔۔۔ ور لب سنگ کعبہ اش دست آس کرد
ور ز آب زمزمش کردی عجین ۔۔۔ مریم آئین پیکرے از حور عین
ور بخواندی بر خمیرش بے عدد ۔۔۔ فاتحہ آیا قُل ہو اللہ احد
ور بود از شاخ طوبے آتشش ۔۔۔ ور بود روح الامین ہیزم کشش
ور تو بر خوانی ہزاران بسملہ ۔۔۔ بر سر آن لقمہ پر ولولہ
عاقبت خاصیتش ظاہر شود ۔۔۔ نفس زان لقمہ ترا قاہر شود
در رہِ طاعت ترا بیجان کند ۔۔۔ خانۂ دین ترا ویران کند
در دو نیت گر بود اے مرد راہ ۔۔۔ چارۂ خود کن کہ دینت شد تباہ
از ہوس بگذر رہا کن کش و فش ۔۔۔ پا ز دامانِ قناعت بر مکش

اشعار بالا میں حلال غذا کے جو خواص مذکور ہیں یہ ہیں نور۔ کمال۔ علم۔ حکمت۔ عشق۔ خیالات نیک۔ ہمت۔ حضور قلب۔ اور حرام غذا کے یہ آثار ہیں۔ دوری از دین۔ سلب نور عرفان۔ غلبہ نفس۔ کم ہمتی در طاعت۔ بربادی دین۔ اور اشعار میں جو علاج اس حرام کی ہوس سے بچنے کا بتلایا ہے وہ قناعت ہے اور اپنی خوراک و پوشاک و اخراجات میں سادگی و اختصار کرنا اور تکلفات و آرایش و نمایش کو ترک کرنا۔ پس لازم ہے کہ وعیدات و آثار مذکورہ پر نظر کر کے جلدی بطریق مذکور علاج کریں فقط

خاتمۃ الطبع۔ الحمد للہ کہ یہ کتاب فیض انتساب مصنفہ حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم بنظر ثانی حضرت مؤلف سلمہ اللہ تعالی مطبع مجتبائی دہلی میں بماہ جمادی الثانی ۱۳۲۵ہجری مطابق ماہ جولائی ۱۹۰۷ء طبع ہوئی ۔


3 1761 06764256 1